امام شوکانی

اور

تفسیر فتح القدیر

پروفیسر محترمہ نسیم اختر ایم۔اے

شیخ محمد اشرف ناشران قرآن مجید و تاجران کتب
۷، ایبک روڈ نیو انارکلی، لاہور

امام شوکانی

اور

تفسیر فتح القدیر

از

پروفیسر محترمہ نسیم اختر ایم۔ اے

ناشر

شیخ محمد اشرف ناشران قرآن مجید و تاجران کتب
۷، ایبک روڈ (نیو انارکلی) لاہور

نام کتاب	---------	امام شوکانیؒ اور تفسیر فتح القدیر
مصنف	---------	محترمہ پروفیسر نسیم اختر ایم۔ اے
تاریخ طباعت	---------	اکتوبر ۱۹۹۳ء
طابع	---------	شیخ شہزاد ریاض
مطبع	---------	اشرف پرنٹنگ پریس لاہور
کمپوزنگ	---------	مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدمہ

امام شوکانی (۱۲۵۰ھ) صدی کے مجدد اور مصلح دین تھے ان کی اصلاحی مساعی یمن تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ عالم اسلام میں متعارف ہوئیں اور امام موصوف نے کتاب و سنت کی تعلیمات اور عقیدہ سلفیہ کو عوام تک پہنچانے کے لئے آخر دم تک مساعی رہے۔

میں جب تعلیم سے فارغ ہوئی اور امام شوکانی کی تفسیر فتح القدیر اور ان کی دیگر تالیفات کا مطالعہ کیا اور پھر ارشاد الفحول درسا" پڑھی تو اس عظیم مصلح سے میری ذہنی وابستگی بڑھتی گئی شیخ الاسلام ابن تیمیہ" تو شیخ الاسلام ہیں ہی ان کے تجدیدی کارناموں پر اردو میں بھی بہت سی کتابیں مل سکتی ہیں مگر امام شوکانی پر اردو میں کوئی کتاب نظر نہیں آتی میں نے خیال کیا کہ کم از کم ان کی تفسیر فتح القدیر اور اس کے مراجع کا کچھ تعارف کروا دوں کیونکہ امام کے تجدیدی اور اصلاحی کارناموں کا لکھنا تو میرے بس کی بات نہیں ہے اور نہ ہی اتنی کتابیں میسر آسکتی ہیں اس لئے میں نے اپنی ریسرچ (Research) کو تفسیری ماخذ تک محدود رکھا اور وہ بھی اختصار کے ساتھ۔

اب یہ تو اہل علم اور قارئین کرام ہی بتا سکتے ہیں کہ راقمہ اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہے یہ میری پہلی کوشش اور نقش اول ہے اور اس خاکہ میں رنگ بھرے جا سکتے ہیں اہل علم مصنفین سے گذارش ہے کہ اس کتابچہ کو مکمل تر بنانے کے لئے اپنے مشوروں سے نوازیں تاکہ بعد میں ارشاد الفحول کے ماخذ پر بحث کے لئے خطوط ترتیب دے سکوں۔

نیل الاوطار کے مراجع اتنے زیادہ نہیں ہیں صرف بحث کی ضرورت ہے جن مسائل میں امام شوکانی منفرد ہیں ان کی فہرست مرتب کرنے کی ضرورت ہے اور اعتقادی مسائل جیسے شرک خفی کے غفران یا عدم غفران کا مسئلہ قبروں پر قبے بنانے

اور اس پر کفر کا فتویٰ وغیرہ۔

ان چند سطور میں راقمہ نے اپنے پروگرام کی طرف اشارہ کر دیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب فرمائے فقیرہ اس کتابچہ کا انتساب علماء سلفین اور اپنے شہید بھائی عبدالعزیز کی طرف کرتی ہے جن کی کوششوں اور مالی تعاون سے میں نے اپنی تعلیم مکمل کی ہے اور اپنے والدین اور بھائی عبدالغنی کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے تعلیم کے سلسلہ میں میری حوصلہ افزائی کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر و ثواب سے نوازے۔

اور اس کتاب کے ناشر شہزاد ریاض کی بھی ممنون ہوں جن کے ذریعے اور تعاون سے یہ کتاب شائع ہو رہی ہے اور اس ادارہ کے بانی شیخ محمد اشرف مرحوم کے لئے دعا گوں ہوں **اللهم اغفرله**

آخر میں راقمہ اپنے اساتذہ کرام کے لئے دعا گو ہے جنہوں نے نہایت توجہ سے مجھے تعلیم دی اگر ان کی رہنمائی نہ ہوتی تو میں اس قابل نہ ہوتی۔

راقمہ عاصیہ

نسیم اختر ایم اے

فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام شوکانی اور تفسیر فتح القدیر

نام و نسب: امام شوکانی یمن کے مشاہیر اور معلم کبیر شمار ہوتے ہیں اور شوکانی "ہجرۃ شوکان" کی طرف نسبت ہے جو ایک مشہور قصبہ ہے اور بقول امام شوکانی یہ قصبہ مردم خیز رہا ہے اور یہاں سے بہت سے علماء و فضلاء اور قضاۃ ہوئے ہیں جو اس نسبت کے ساتھ مشہور ہیں امام شوکانی بھی اسی قصبہ میں پیدا ہوئے گو ان کی تربیت صنعاء میں ہوئی ہے۔

امام شوکانی کا نام محمد، والد کا نام قاضی علی بن محمد (المتوفی ۱۲۱۱ھ) ہے جو صاحب علم ہونے کے ساتھ حکومت میں صاحب مرتبہ بھی تھے آپ کا سلسلہ نسب یحییٰ بن الحسین الدعام سے جا ملتا ہے جو امام الھادی الی الحق کے انصار سے تھے اور یمن میں انہوں نے زیدی امام کے وارد ہونے پر ان کی مدد کی تھی اوپر کا سلسلہ نسب قحطان سے جا ملتا ہے علامہ مسعودی لکھتے ہیں۔

ان انساب الیمن تنتھی الی حمیر و کھلان ابنی سبا بن یشجب بن قحطان۔

ولادۃ و نشاءۃ: امام شوکانی ۱۱۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور یہی سال غالباً شاہ ولی اللہ الدہلوی کی وفات کا ہے پیدائش ہجرہ شوکان میں ہوئی اور نشاۃ صنعاء میں خیرالدین لکھتے ہیں۔

ولد بھجرۃ شوکان من بلاد خولان بالیمن ونشا بصنعاء

اور قریہ شوکان کے متعلق امام شوکانی لکھتے ہیں:

من اعظم الحصون بالیمن

کہ یمن کے بہت بڑے قلعوں میں شمار ہوتا ہے اور امام شوکانی کے سنہ ولادت میں اختلاف ہے مگر میں نے جو نقل کیا ہے اصح وہی قول ہے گو حضرت

---

(۱) دیکھئے البدر و مسعودی، البدر الطالع ج ۱ ص ۴۸۰ و زعماء الاصلاح ص ۲۴

الامیر البھوپالی نے ابجد العلوم (ص ۸۷۷) میں اور ڈاکٹر احمد امین نے "زعماء الاصلاح فی العصر الحدیث" میں ۱۱۷۷ھ لکھا ہے مگر یہ غلط ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔

امام شوکانی کا خاندان ایک علمی خاندان تھا اور ائمہ زیدیہ کے دور حکومت میں سیاسی لحاظ سے بھی ممتاز اور قابل رشک تھا امام شوکانی کی تربیت علم کی گود میں ہوئی اور بچپن ہی میں علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول ہو گئے پہلے قرآن پاک حفظ کیا اور بہت سے مضمون بھی اپنے والد سے ازبر کر لئے اس کے بعد علوم دینیہ اور لسانیہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور دس سال کی عمر میں ہی مشائخ کبار کی مجالس سے مستفید ہونا شروع کر دیا اور تاریخ و ادب اور تفسیر و حدیث اور دیگر علوم اسلامیہ میں کتب کے مطالعہ میں منہمک ہو گئے۔

متعدد شیوخ سے استفادہ کیا اور بالآخر شیخ عبدالقادر کوکبانی (۱۲۰۷) سے مستقل رابطہ قائم کر لیا اور ان کی زندگی تک یہ اتصال قائم رکھا۔

امام شوکانی نے مشائخ وقت سے جو کتابیں پڑھیں ان تمام کو "مقروءاتی و مسموعاتی" کے عنوان کے تحت "البدر الطالع" ا۔ میں ذکر کر دیا ہے علاوہ ازیں جو بالا جازہ حاصل کیں وہ حصر سے باہر ہیں علامہ زباری اپنی کتاب اتحاف الاکابر میں لکھتے ہیں۔ ۲۔

و قد جمعت فی ھذا المختصر کل ما یثبت لی روایتہ باسناد متصل بمصنفہ سواء کان من کتب الائمہ او من کتب غیرھم۔

اتحاف الاکابر کے سرسری جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن کتب کی روایت بالاجازہ حاصل ہے ان کی تعداد تقریباً ۳۹۴ ہے ان میں امام غزالی اور ابن عربی کی کتب بھی شامل ہیں۔

علمی مرتبہ: امام شوکانی نے خاص طور پر شیخ عبدالقادر کوکبانی سے استفادہ کیا جو اپنے وقت کے علامہ تھے اور نسبا" امام شرف الدین اور مہدی احمد بن یحیٰی صاحب الازھار کے پوتے تھے اور یمن میں علامہ محمد بن اسماعیل الامیر صاحب

---

(۱) البدر ج ۲ ص ۲۱۰-۲۱۸ (۲) راجع اتحاف الاکابر

سبل السلام کے خلف سمجھے جاتے تھے۔ ا؎

امام شوکانی جس طرح مصلحین امت امام مالک' امام ابوحنیفہ' امام احمد بن حنبل ابن حزم اندلسی' امام غزالی' ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ ابن القیم سے متاثر نظر آتے ہیں اسی طرح اپنے دور کے مجددین اربعہ سے بھی متاثر ہوئے ہیں :

(۱) محمد بن اسماعیل الامیر (۱۰۹۹۔۱۱۴۲)

(۲) صالح بن مھدی المقبلی (۱۰۴۷۔۱۱۰۸)

(۳) حسین بن احمد الجلال (۱۰۱۴۔۱۰۸۴)

(۴) محمد بن ابراہیم الوزیر (۷۰۰۔۸۴۰)

اور پھر امام شوکانی نے کتب زیدیہ پڑھنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ تمام مذاہب اسلامیہ کی کتب پر عبور حاصل کیا جس کی وجہ سے مذہبی عصبیت سے آزاد ہو گئے اور تقلید کو خیرباد کہہ دیا اور پھر ایک ہی فن متعدد شیوخ سے پڑھنے سے ذہنی وسعت پیدا ہو گئی اور حریت فکر کا جذبہ قوی تر ہو گیا۔

امام شوکانی گو یمن سے باہر نہیں گئے تاہم انہوں نے بیس سال کی عمر ہی میں وہ علمی مرتبہ اور مقام حاصل کر لیا کہ شیوخ کبار بھی ان کے علم کے معترف ہو گئے امام شوکانی سے مشکل مسائل کے متعلق سوالات کرتے اور امام شوکانی ان کے جوابات دیتے۔

ایک مرتبہ ابراہیم بن محمد بن اسحاق (۱۲۴۱ھ) نے ان سے مکاتبت کی اور امام شوکانی نے ان کو مدلل جواب بھیجا تو پڑھ کر بے ساختہ ان کی زبان پر یہ شعر جاری ہو گیا۔

اما بدر دین اللہ ھنئت اولا بفھمک ان الفھم اقوی الدلائل

بلغت بہ شاوا رفیعا" و محتدا ونلت بہ مالم ینل کل نائل

امام ابن حزم کے بعد امام شوکانی گو ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جن کو دعوت و اصلاح کے سلسلہ میں مادی اعانت بھی حاصل تھی اس لئے

---

(۱) یہ حالات کچھ اصلاح کے ساتھ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مرحوم کے رسالہ "امام شوکانی" سے ماخوذ ہیں۔

خاندانی وجاہت اور عہدہ قضا کی وجہ سے اشرار کو شرانگیزی کے مواقع بہت کم ملے تاہم وہ فتنوں کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکے امام شوکانی نے کتاب و سنت کی دعوت کو آخر زندگی تک جاری رکھا اور زبان حال سے گویا صاف صاف اعلان کر دیا۔

علمے کہ نہ ماخوذ از مشکاۃ نبی است واللہ کہ سیرابی ازاں تشنہ لبی است
جائیکہ بود جلوہ حاکم دوراں تابع شدن حکم خرد ابو لہبی است

علمی زندگی: یہاں پر مجھے ان کی زندگی کا بالاستیعاب جائزہ لینا مقصود نہیں بلکہ مختصر طور پر یہ بتانا مقصود ہے کہ امام شوکانی ابھی تیس کو نہیں پہنچے تھے کہ انہوں نے علوم تفسیر و حدیث اور فقہ اصول فقہ میں امتیاز و کمال حاصل کر لیا اور تقلیدی جمود توڑنے کے بعد خالصتاً سلفیت کے حامی بن گئے اور تاریخ رجال سے خصوصی ذوق پیدا کر لیا ہم ان کی علمی زندگی کے تین ہدف قرار دے سکتے ہیں۔

(۱) رد تقلید اور اجتہاد کی دعوت
(۲) العقیدۃ السلفیہ کی طرف دعوت
(۳) بدعات و رسوم شرکیہ کا رد

(۱) پہلے ہدف کے لئے انہوں نے "**القول المفید من ادلتہ الاجتہاد والتقلید**" رسالہ لکھا جو اس موضوع پر ایک جامع رسالہ ہے۔

(۲) اصول یعنی کلامی مسائل اور عقائد میں عقیدہ سلفیہ کی طرف دعوت دی اور بتایا کہ متکلمین کے پیش کردہ دلائل سے یقین حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اکثر کی بنیاد اصول ظنیہ اور عقل پر ہے چنانچہ "کشف الشبہات عن المشتبہات" میں اس کی مکمل وضاحت موجود ہے۔

(۳) آج بھی غالی شیعہ اور متصوفہ نے اسلامی عقیدہ کو مکدر کر رکھا ہے اور انہوں نے ائمہ اور اولیاء اللہ کی قبور پر قبے بنا کر عوام کو ان کی زیارت اور توسل بالقبور کی دعوت دے کر ان کے عقائد پر چھری چلا رہے ہیں [۱]

---

(۱) دیکھئے نیل الاوطار ص ۲۴۷ ج ۴

چنانچہ عوام مزارات پر جاتے ان کا طواف کرتے نذر و نیاز دیتے اور ان سے استمداد کرتے ہیں دراصل قبر پرستی ہی شرک کی جڑ ہے۔ اس لئے ابوالھیاج الاسدی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ مشن دے کر بھیجا **الا تدع صورۃ الا طمستھا ولا قبرا مشرفا الا سویتہ** (شرح الصدور امام شوکانی)

امام شوکانی نے بدعات کے ساتھ محاربہ کیا کیونکہ آپ سنت کے عالم بحر تھے طبیعت پر اجتھادی عنصر غالب تھا اور خاندانی تربیت کو بھی اس میں دخل تھا اور پھر سب سے بڑا باعث یہ تھا کہ امام شوکانی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ' ابن القیم' ابن الوزیر اور ابن الامیر کی کتابوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا اور یہی وہ ائمہ ہیں جنھوں نے رد بدعت پر اپنی قلمی مساعی کو وقف کر دیا تھا۔

الغرض امام شوکانی نے یمن میں کتاب و سنت کی طرف دعوت کا سلسلہ شروع کر دیا اور بدعات کے رد میں تحریک اٹھائی جس کی وجہ سے بہت سے علماء امام شوکانی کے مادحین بن گئے اور دوسروں نے مخالفت پر کمر باندھ لی۔

چنانچہ "صاحب تقصار" [ا] نے اس کی تفصیل ذکر کی ہے کہ امام شوکانی کو ان مبتدعین نے اذیتیں پہنچائیں اور بالاخر بیس رسائل کا مجموعہ تیار کیا جن میں سب و شتم اور معارضات کے سوا کچھ نہیں تھا امام شوکانی نے لوگوں کی اس حالت پر افسوس کرتے ہوئے ایک طویل قصیدہ کہا ہے جس میں "زیدیہ" کا رد کیا الغرض زندگی بھر مسلک سلف کی طرف دعوت دیتے رہے اور اس راہ کی مشکلات کو صبر و عزیمت سے برداشت کرتے رہے جیسا کہ اصحاب عزیمت کی سنت ہے بالاخر ۱۲۵۰ کو ستر سال کی عمر میں رحلت کر گئے۔

الغرض امام شوکانی نے ترک تقلید اور روایت کی اتباع پر زور دیا ہے اور کتاب و سنت کے التزام کرنے میں اصول و روایت کو بھی ملحوظ رکھا ہے امام شوکانی لکھتے ہیں: کہ تقلیدی نظریہ اور بدعات کی نحوست کے لئے یہی کافی ہے کہ اس نے اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے حالانکہ اسلام ملت واحدہ ہے جس کا نبی ایک اور کتاب بھی ایک ہے (القول المفید) اور آیت **فاسئلوا اھل الذکر** کو تقلید کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے حالانکہ یہی آیت بالبینات والزبر کے

(ا) التقصار فی جید عین علماء الامصار از محمد بن حسن الذماری المتوفی ۱۲۷۶ھ

سوال کا حکم دیتی ہے جس سے تقلید کا رد نکلتا ہے اور پھر یہ آیت مشرکین کے رد میں نازل ہوئی ہے (الدر المنثور) اس لئے آیت سے تقلید پر استدلال کرنا مضحکہ خیز ہے اور تقلید کے ثبوت میں دوسری آیت و اولی الامر منکم پیش کی جاتی ہے یعنی اس آیت میں ائمہ دین کی تقلید کا حکم دیا گیا ہے مگر اہل علم جانتے ہیں کہ اولی الامر سے حکام مراد ہیں اور اطاعت کا حکم سیاسیات اور اجتماعی مسائل میں ہے جس میں تدبیر حروب، معاش، جلب مصالح اور دفع مفاسد داخل ہیں یعنی جو امور غیر شرعی محضہ ہیں اور اس میں کسی ایک فرد کی اطاعت کا حکم نہیں ہے بلکہ مشاورت کے ساتھ جو فیصلہ ہو اس پر چلنا ضروری ہے۔

اس لئے امام شوکانی کا نظریہ یہ ہے کہ قضاء و افتاء کی ذمہ داری مجتہدین کے سپرد کرنا ضروری ہے مقلد اس عہدہ کے لائق نہیں ہو سکتا اور صحابہ و تابعین اور تبع تابعین اور پھر ائمہ میں جو مجتھد ہوئے ان کو عہدہ قضاء و افتاء پر متمکن کیا جاتا رہا ہے امام ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ کے مجتھد ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ عہدہ قضاء و افتاء پر متمکن رہے ہیں۔

امام شوکانی نے محمد بن ابراہیم الوزیر کی کتاب "القواعد" سے یہ اقتباس پیش کیا ہے کہ علماء اہل بیت پر اموات کی تقلید حرام ہے۔ (القول المفید)

مزید امام شوکانی "القول المفید" میں لکھتے ہیں۔

> اسلامی معاشرہ میں جتنے غلط نظریئے پیدا ہوئے ہیں وہ سب اہل علم کی آراء کو غلط رنگ میں پیش کرنے سے پیدا ہوئے ہیں اور نظریہ تقلید کی وجہ سے مذہبی تعصب پیدا ہوا ہے اور تعصب کی پٹی سے بصیرت کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے شریعت صرف کتاب و سنت کا نام ہے باقی سب توابع ہیں اور اموات کے متعلق حسن ظنی پر غلطی اور جہالت کا سبب ہے۔

امام شوکانی اجتہاد کے دروازہ کو کھلا دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ اپنے زمانہ کے متعصبین پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> پہلے زمانے میں زیدیہ اور ھادویہ اس مسئلہ میں دیار یمنیہ میں

انصاف پر قائم رہے اور انہوں نے اجتہاد کا دروازہ بند نہیں کیا مگر اب تو زیدیہ بھی تعصب میں دوسروں سے بڑھ گئے ہیں اور اپنے اسلاف کی راہ کو چھوڑ گئے ہیں۔

الغرض امام شوکانی اپنی جملہ مولفات میں اجتہاد کی دعوت دیتے ہیں اور تقلید کا رد کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔

والفتیا فیما یقتضیہ الدلیل من الکتاب والسنتہ یستنبط الاحکام من التنزیل والاثر جسما یودی الیہ الاجتہاد والنظر

(ا) مجتہدین جو اپنے علوم کی وجہ سے اجتہاد پر پوری دسترس رکھتے ہیں۔

(ب) جو اجتہاد تو کر سکتے ہیں گو کامل طور پر اجتہاد پر حاوی نہیں ہیں۔

(ج) عوام پر لازم ہے کہ بواسطہ مجتہد کے کسی دلیل پر عمل کریں جیسا کہ سلف صالح کا دستور تھا ان کے لئے بھی تقلید جائز نہیں ہے۔

امام غزالی اور پھر شاہ ولی اللہ نے جو عامی کے لئے تقلید کو جائز رکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ شریعت کتاب و سنت کا نام ہے نہ کہ آراء رجال کا۔

امام شوکانی کا نظریہ یہ ہے کہ ادوار سابقہ میں اجتہاد مشکل تھا کیونکہ مراجع اور ماخذ میسر نہ تھے مگر اس دور میں اجتہاد سہل ہے کیونکہ اب کتاب و سنت سے اجتہاد کے لئے مراجع بکثرت مل سکتے ہیں۔

اہل علم وہی ہیں جو علوم اجتہاد کو طلب کرتے ہیں نہ کہ مقلدین جو طلب علم سے قاصر ہیں۔ (ادب الطلب، فتح القدیر ۴/۰۰۳)

اساتذہ اور تلامذہ

"اساتذہ"

اس سے قبل ہم امام شوکانی کی علمی زندگی پر بحث کر چکے ہیں اب ہم امام شوکانی کے اساتذہ و شیوخ کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

امام شوکانی کی نشاۃ و تربیت یمن کے مرکزی شہر صنعاء میں ہوئی جسے اس دور میں ایک علمی مرکز کی حیثیت حاصل تھی' شہر کی مساجد میں مشائخ کے تدریسی حلقے قائم تھے جن میں مختلف علوم و فنون اسلامیہ کا درس دیا جاتا تھا گو عام فضا پر تقلید و تعصب غالب تھا تاہم خاص حلقات شیوخ میں اجتہادی رنگ پایا جاتا تھا۔

امام شوکانی کی خوش نصیبی تھی کہ ان کے والد ایک عالم محقق تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ان کا صاحبزادہ مشائخ دوران سے مستفید ہو اس لئے شوکانی کو صنعاء کے مشائخ سے خوب مستفیض ہونے کا موقع ملا جو امام شوکانی کے علمی نمو اور ابداع فکری کا سبب بن گیا۔

علماء نے امام شوکانی کے گیارہ نامور شیوخ کا ذکر کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:[۱]

(۱) علامہ احمد بن عامر الحدائی (۱۱۲۷ھ۔۱۱۹۷ھ) بمطابق (۱۷۱۵ء۔۱۷۸۳)

(۲) سید علامہ اسماعیل بن حسن مھدی بن احمد ابن الامام القاسم ابن محمد (۱۱۲۰ھ۔۱۲۰۶ھ)

(۳) سید الامام عبدالقادر بن احمد الکوکبانی (۱۱۳۵ھ۔۱۲۰۷ھ) (۱۷۲۳ھ۔۱۷۷۲ھ)

(۴) قاضی عبدالرحمٰن بن حسن الاکوع (۱۱۳۰ھ۔۱۲۰۷) (۱۷۲۴ھ۔۱۷۷۲ھ)

(۵) العلامہ الحسن بن اسمعیل المغربی (۱۱۴۰ھ۔۱۲۰۸ھ)

(۶) العلامہ القاسم بن یحییٰ الخولانی (۱۱۶۲ھ۔۱۲۰۹ھ)' (۱۷۱۴ھ۔۱۷۹۴ھ)

(۷) السید العلامہ علی بن ابراہیم بن احمد بن عامر (۱۱۴۱ھ۔۱۲۰۸ھ)' (۱۷۲۸ھ۔۱۷۹۳ھ)

(۸) والدہ علی بن محمد الشوکانی رت۔ ۱۲۱۱ھ

(۹) سید عبدالرحمٰن بن قاسم المدنی (۱۱۲۱ھ۔۱۲۱۷ھ)' (۱۷۰۹ھ۔۱۷۶۹)

(۱۰) العلامہ عبداللہ بن اسماعیل اسمی (۱۱۵۰ھ۔۱۲۲۸ھ)

(۱۱) السید العارف یحییٰ بن محمد الحوثی (۱۱۶۰۔۱۲۴۷) = (۱۷۴۷۔۱۸۳۱)

امام شوکانی کے یہ شیوخ وہ ہیں جو ڈاکٹر ابراہیم نے قطرالولی کے مقدمہ میں ذکر کئے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب نے بعض مشائخ ترک کر دیئے ہیں جن کا ہم اپنے

---

(۱) قطر الولی تحقیق د۔ ابراھیم ابرھیم ھلال

تتبع سے ذکر کرتے ہیں۔

(۱) احمد بن محمد الحرازی

(۲) علی بن ھادی عرھب (۱۱۶۴ھ۔۱۲۳۶ھ)

(۳) ھادی بن حسن القارنی

(۴) یوسف بن محمد بن علاء المنر جاجی (۱۱۴۰ھ۔۱۲۱۳ھ)

(۵) احمد بن احمد بن مطھر القابلی (۱۱۵۸ھ۔۱۲۶۷ھ)

(۶) عبداللہ بن الحسن بن علی بن الحسن بن علی ابن الامام المتوکل علی اللہ اسماعیل بن القاسم (۱۱۶۵ھ ۱۲۱۰ھ)

اس طرح امام شوکانی کے اساتذہ کی تعداد ۱۷ کو پہنچتی ہے۔

ان اساتذہ میں سب سے بڑے استاد جن سے امام شوکانی نے علوم حاصل کئے وہ شیخ عبدالقادر احمد بن عبدالقادر الکوکبانی ہیں جو اپنے دور کے مجدد شمار ہوتے ہیں۔ (التاج المکلل ص ۳۱۰) اور امام شوکانی نے ان سے بیک وقت استعداد اور ثقافی حاصل کی ہے۔

سیاسیات اور امام شوکانی

جس طرح امام شوکانی نے تدریسی اور اصلاحی میدان میں بہت زیادہ کام کیا اور قضاء و افتاء اور تصنیف و تالیف میں بہت آگے نکل گئے اسی طرح سیاسی میدان میں بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے ہیں چنانچہ جب امام مھدی عبداللہ (۱۲۳۱۔۱۲۵۱) کے زمانہ میں ان کو وزارت کا قلم دان سپرد کیا گیا تو گویا یمن کے امور داخلہ اور خارجہ کے مالک بن گئے۔ [۱] اور امام شوکانی نے اپنے ان مراسلات اور مکاتبات کا ذکر کیا ہے جو الامام المنصور علی بن عباس (۱۱۸۹۔۱۲۲۴) اور سلطان مسعود بن عبدالعزیز کے مابین جاری رہے اور پھر ان مکاتبات کا ذکر کیا ہے جو شریف مکہ امیر غالب بن مساعد (۱۲۳۱) اور امام منصور کے مابین مصر پر فرانسیسی حملہ کے سلسلہ میں جاری رہے اور امام شوکانی امام منصور کی طرف سے ان تمام مکاتبات

---

(۱) البدر الطالع ج ۲ ص ۴۔۲۴، نیل الوطہ سید محمد زبارہ ص ۲۹۹

و مراسلات کا جواب دیتے رہے۔ ا۔ اور امام شوکانی نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی اصلاحی تحریک کے سلسلہ میں جو تشدد پایا جاتا تھا اس پر بھی تنقید کی ہے کہ کتاب و سنت کے مطابق قبور کو بلند کرنے اور قبہ جات بنانے والوں کو کافر نہ کہا جائے بلکہ ان کے گنہگار ہونے کا فتویٰ دیا جائے کیونکہ سلف صالح نے اصحاب معاصی کی تکفیر نہیں کی ۲۔ الغرض امام شوکانی نے یمن کی داخلی اور خارجی پالیسی کے بنانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔

تلامذہ امام شوکانی کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزارہا تک پہنچتی ہے مگر ممتاز تلامذہ جنہوں نے علمی شہرت حاصل کی ان کی تعداد ۹۲ بیان کی گئی ہے۔ ۳۔ ڈاکٹر ابراہیم ھلال نے مقدمہ قطر الولی میں صرف تیرہ ممتاز تلامذہ کا ذکر کیا ہے اور شیخ محمد زماری نے التقصار میں ۶۸ تلامذہ اور دکتور محمد العماری ۳۳ تلامذہ ذکر کئے ہیں۔ ۴۔

امام شوکانی نے البدر الطالع اور دیگر مولفات میں اپنے تلامذہ کے نام ذکر کئے ہیں اور امام شوکانی کے تلمیذ محمد زبارہ نے نیل الوطر میں تلامذہ کا تعارف کروایا ہے ہم حروف ھجائی کی ترتیب پر چند ایک تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں۔

(ا) احمد بن عبداللہ المعری الضمدی (۱۱۷۰۔۱۲۱۲)

علماء بلاد یمن سے علم حاصل کیا پھر صنعاء کی طرف رحلت کی اور امام شوکانی کے مشائخ سے علوم اخذ کئے پھر کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ صنعاء آئے اور امام شوکانی سے اصول فقہ میں شرح الغایۃ پڑھی اور بہت سے سنن اور صحاح کا سماع کیا ۵۔ اور ضمد اور اس کے حوالی میں افتاء کا کام کرتے رہے اور اس علاقہ میں تدریس و افتاء کا مرجع بن گئے علامہ شوکانی البدر الطالع میں لکھتے ہیں

ولہ مولفات عدۃ یعنی ان کی چند مولفات بھی ہیں

امام شوکانی کو اس نے چند سوالات لکھ کر بھیجے تھے امام نے ان سوالات کے جوابات ایک رسالہ کی شکل میں دیئے جس کا نام ہے "العقد المنضد فی جید مسائل

(ا) البدر ص ۲۳ (۲) قصدیدہ امام شوکانی (۳) التاج المکلل ص ۳۰۰ (۴) دیکھئے امام الشوکانی مفسرا ص ۸۴۔۸۱' التقصار ص ۸۴' ص ۷۴۔۸۱' (۵) التقصار ص ۷۴

علامہ ضمد" اس رسالہ کا دوسرا نام "عقود الزبر جد فی جید علامہ ضمد" بھی ہے ا۔
غماری الامام الشوکانی مفسرا" میں لکھتے ہیں۔

و قد تم طبع ھذا المولف

اور ضمد یمن کی جانب یمن اور مکہ کے مابین تھامہ کے راستہ پر واقع ہے اور حضرت ابوہریرہ کی ایک حدیث میں اس کا ذکر ملتا ہے ۲۔

(۲) السید احمد بن علی بن محسن (۱۱۵۰-۱۲۲۲)

مسلسل دس سال تک امام شوکانی سے طلب علم میں مشغول رہے ۳۔ امام شوکانی سے نحو و صرف، منطق، معانی و بیان اور حدیث و تفسیر حاصل کئے امام شوکانی اپنے اس تلمیذ کے متعلق لکھتے ہیں:

کان مھتما بالسنتہ رافضا" للتقلید

جب علامہ شوکانی نے الفرقتہ الناجیہ رسالہ لکھا اور فرقہ ناجیہ کا دعویدار ہونے والوں نے مخالفت کی یہ تلمیذ بھی امام شوکانی سے دور ہو گئے۔ ۴۔

(۳) القاضی احمد بن الشوکانی (۱۲۲۹ھ-۱۲۸۱)

امام شوکانی کے خلف اکبر تھے صنعاء میں قاضی القضاۃ رہے اور امام شوکانی کے بعد اکابر علماء یمن میں شمار ہوئے۔

(۴) "احمد بن ناصر الکسبی" (۱۲۰۹ھ-۱۲۷۱)

امام شوکانی کے مخلص تلامذۃ سے تھے۔ ۵۔

(۵) احمد بن حسین الوزان الصنعانی (۱۱۸۶ھ-۱۲۳۸ھ)

ولادۃ و نشاۃ میں صنعانی ہیں ان کے والد محترم تاجر تھے جیسا کہ الوزان کے لقب سے ظاہر ہوتا ہے صنعاء کی جامع کبیر میں امام شوکانی کے حلقہ درس میں داخل ہوئے اور علوم حدیث میں بنوغ حاصل کیا امام شوکانی لکھتے ہیں۔

اخذ العلم عن مشائخ العصر فبرع فی العلوم الا لیتہ و اشتغل با الحدیث فسمع الکثیر منہ... وقد سمع منی سنن الترمذی ویقرء علی الا ن فی

---

(۱) البدر الطالع ج ۲ ص ۲۲۰ ایضا" ج ۱ ص ۷۷ (۲) البلدان (ضمد)

(۳) الامام شوکانی مفسرا" ص ۹۸ (۴) البدر ۱/۸۳ و نیل الاوطار ۱/۱۲۳ وا لتقصار ۱۰۶

(۵) التاج المکلل للنواب صدیق حسن خان وا لتقصار

الکشاف و حواشیہ وھو من افراد علماء العصر [1]

مزید لکھتے ہیں: مجھ سے صحیحین سنن ابی داؤد اور میری متعدد تالیفات کا سماع کیا ہے اور شیخ العلامہ قاسم بن یحییٰ الخولانی اور سید العلامہ عبداللہ بن محمد الامیہ اور دیگر اعلام عصر سے بھی استفادہ کیا ہے علامہ مجتبیٰ التقصار میں لکھتے ہیں:

وکان لہ فی حسن املاء الحدیث ما یطرب من سمع مع انطلاق لسان

(۶) احمد بن زید بن عبداللہ الکبسی (۱۲۰۹ھ-۱۲۷۱ھ)

امام شوکانی کے حلقہ علم میں داخل ہوئے صرف و نحو' معانی و بیان اور اصول کی کتابیں پڑھیں نیز تفسیرالکشاف' نیل الاوطار وغیرہ کتابیں اخذ کیں حتی کہ علوم الیہ اور علوم الفروع میں ماہر ہو گئے اور طلبہ کے لئے مرجع بن گئے۔ [2]

(۷) المتوکل علی اللہ احمد بن الامام منصور علی (۱۱۷۰ھ-۱۲۳۱ھ)

(۸) احمد بن ابی مطہر القابلی الحرازی [3] (۱۱۵۸ھ-)

یہ شام حراز کی طرف نسبت ہے اور شیخ شیوخ الفروع کے لقب سے معروف ہیں یہ سنہ مذکورہ میں حراز میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی اور علامہ عبدالقادر بن حسین الشویجر اور سید علامہ حسین بن یحییٰ الدیلمی سے پڑھا اور فقہ و فرائض میں امتیاز حاصل کیا نوجوانی میں ہی صنعاء میں فوت ہو گئے۔

(۹) احمد بن لطف الباری ابن احمد بن عبدالقادر الورد (۱۱۹۱ھ-۱۲۸۲ھ)

مدینہ صنعاء میں خطیب ابن الخطیب ہے اور امام شوکانی سے ضوء النہار شرح الازہار اور جمع الجوامع (اصول فقہ) پڑھی اور تفسیر فتح القدیر کا کچھ حصہ سماع کیا [4] علاوہ ازیں اپنے والد اور سید العلامہ ابراہیم بن عبدالقادر اور علامہ محمد بن یوسف سے علمی فیض حاصل کیا۔

(۱۰) احمد بن یوسف الرباعی۔ صنعاء میں سنہ ۱۱۰۰ میں پیدا ہوئے امام شوکانی سے صحیح بخاری اور ان کی مولفات وغیرہ کے دروس حاصل کئے اور دیگر علماء

---

(۱) البدر الطالع ج ۱ ص ۳۰ والتقصار ص ۱۰۶ ونیل الوطر ۱/ ۹۹ (۲) التقصار ۱۰۶

(۳) التقصار ص (۴) البدر الطالع ج ۱ ص ۸۶ والتقصار

سے بھی حدیث و فقہ پڑھی۔ا۔

(۱۱) السید العلامہ اسماعیل بن ابراہیم امام قاسم کی نسل سے تھے صنعاء میں پیدا ہوئے اور صنعاء ہی میں نشاۃ علمی ہوئی چالیس سال سے زیادہ شوکانی کے ملازم رہے امام شوکانی لکھتے ہیں۔

لا اعرف من اھل زمانی مثل السید اسماعیل بن ابراھیم

امام شوکانی سے اصول و فروع اور حدیث حاصل کی ۲۔ اور اکثر مولفات شوکانی اخذ کیں ۳۔

(۱۲) احمد بن علی بن محمد بن احمد الطتی (۱۱۹۰ھ۔۱۲۷۹ھ)

(۱۳) السید اسماعیل بن ابراہیم (۱۱۶۰ھ۔۱۲۳۷ھ) امام شوکانی سے مندرجہ ذیل کتب کا درس کیا۔

(۱) شرح الازھار (۲) شرح الغایتہ (۳) شفاء الامیر الحسنین (۴) امالی احمد بن عیسٰی (۵) الصحیح للبخاری (۶) شرح المنتقی (۷) الکشاف **للزمخشری** (۸) فتح القدیر تفسیر

اور امام شوکانی کی اکثر کتابیں لکھیں اور امام سے ان کا سماع کیا۔۴۔

(۱۴) حسن بن احمد بن یوسف الرباعی الصنعانی (المتوفی ۱۲۷۶ھ)

امام شوکانی سے معانی و بیان کی کتابیں پڑھیں اور علم التفسیر میں خاص طور پر الکشاف اور صحیحین' والسنن و مولفات شوکانی حاصل کیں اور اپنے والد کی معیت میں تحصیل علم کی امام شوکانی لکھتے ہیں۔ ۵۔

انہ من الاعیان ومن اھل العرفان ومن حملتہ العلم

شیوخ عصر کی ایک جماعت سے تحصیل کی جیسے حسن بن یحیی بن یحیٰی الکبسی' قاضی العلامہ محمد بن السودی وغیرھما' ان کی تالیفات میں فتح الغفار مشہور ہے جس میں زوائد **المنتقی** کو جمع کیا ہے۔

---

(۱) البدر ج ۱ ص ۳۳ا و التقصار ص ۱۰۸ نیل الوطر ۱/ ۲۷۸ (۲) البدر الطالع ج ۱ ص ۱۳۷
(۳) البدر الطالع ج ۱ ص ۱۳۷ (۴) البدر ۱/ ۱۳۷' نیل الوطر ۱/ ۳۱۸' التقصار ص ۱۱۰ (۵) البدر الطالع ص ۱۹۴ و نیل الوطر ج ۱ ص ۳۱۸ و التقصار ص ۱۱۰

(۱۵) حسین بن علی الغماری الصنعانی (۱۱۷۰ھ-۱۲۲۵ھ) ولادۃ و نشاۃ صنعاء میں ہوئی امام شوکانی سے شرح الرضی علی الکافیہ مغنی اللبیب و شرح السولی شرح المختصر للعضد اور اپنے وطن بلاد الغمار میں اقامت اختیار کی ۱؎ اور غماری آل عمار کی طرف نسبت ہے جو حاشد کا ایک قبیلہ ہے۔

(۱۶) القاضی العلامہ الحسین بن محمد العنسی الصنعانی الکوکبانی (۱۱۸۸ھ-۱۳۳۵ھ)

امام شوکانی سے شرح الرضی علی الکافیہ' شرح **المنتقی**' شرح العضد و حواشیہ' المطول و حواشیہ و الکشاف مع الحواشی اور امام شوکانی سے بعض مطولات بتحصیل کیں اور سنہ وفات زبید کے حاکم مقرر ہوئے نیز معانی اور بیان پڑھے' امام شوکانی لکھتے ہیں۔

انہ قلیل النظیر فھم الدقائق و حسن التصور و قوۃ الادراک ۲؎

(۱۷) السید عبداللہ بن عیسیٰ الکوکبانی (۱۱۷۰ھ-۱۲۲۴) مشائخ سے طلب علم میں امام شوکانی کے ہم درس بھی رہے اور امام شوکانی سے نحو و صرف اور معانی و بیان اور حدیث حاصل کی امام شوکانی لکھتے ہیں:

برع فی الالات والحدیث والادب وھو الان فی اعیان علماء کوکبان وبینی و بینہ مراجعات

امام شوکانی نے ان کے والد کے ایک سوال کے جواب میں رسالہ بنام (**حل الاشکال فی اجبار الیھود علی التقاط ذبال**) لکھا تھا مترجم لہ نے اس کے جواب میں (ارسال المقال الی حل الاشکال) رسالہ لکھا پھر امام شوکانی نے اس کے جواب میں (تفویض النبال الی ارسال المقال) رسالہ لکھا۔ یہ تمام رسائل امام شوکانی کے مجموعہ رسائل میں شامل ہیں۔

نیز امام شوکانی لکھتے ہیں۔ " میرے اور مترجم لہ کے مابین صلاۃ الجمعتہ کی شروط کے بارے میں بہتے مباحث ہوئے ہیں جو چند رسائل پر مشتمل ہیں مترجم لہ نے دیگر بہت سے رسائل لکھے ہیں اور ایک دیوان شعر بھی ہے الغرض فنون علم میں وہ کوکبان میں منفرد ہیں۔ "۳؎

(۱) البدر ۱/۲۲۴' نیل الوطر ۱/۳۸۳ والتقصار ۱۱۰ (۲) البدر الطالع ۱/۲۶۹ و نیل الوطر ۱/۳۸۳

(۳) البدر ۳۹۱ ج ۱' نیل الوطر ۲/۹۲ والتقصار ۱۱۳

(۱۸) علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ الانسی الصنعانی (۱۱۶۸ھ-۱۲۳۵ھ) امام شوکانی کو دس سوالات لکھ کر بھیجے جن کے جواب میں علامہ شوکانی نے (طیب النشر فی جواب المسائل العشر" کتاب لکھیں ا؎ سائل نے امام شوکانی کے بنوغ اور مختلف علوم میں تفرد کا اعتراف کیا ہے اور امام شوکانی کو اپنے ایک قصیدہ میں ۱۳۰۰ ویں صدی کا مجدد قرار دیا ہے اور بلاد حجہ میں قاضی رہے اور امام شوکانی کے رفیق درس بھی

(۱۹) شیخ معمر عبدالحق ھندی (۱۲۸۶ھ) امام شوکانی نے مواجھتہ و مشافہتہ اسے اجازہ دیا اور امام شوکانی کی کتب کو انڈو پاک میں نشر کیا ان کے مفصل حالات میں "امام شوکانی کے ہندی تلامذہ اور ان کا سلسلہ سند" ایک مستقل عنوان کے تحت ذکر کروں گی۔

(۲۰) قاضی علی بن احمد بن عطیہ (۱۱۸۰ھ-) خبان (یمن اوسط) میں پیدا ہوئے اور مدینہ ذمار کی طرف منتقل ہو گئے اب ان کا شمار ذمار کے علماء سے ہے اعیان ذمار سے علم حاصل کیا اور امام شوکانی سے صحیح بخاری پڑھی مترجم لہ کو امام شوکانی کی تالیفات سے خصوصی اعتناء تھا اور انہی کے مطابق عمل اختیار کرتے ۔ ۲؎

(۲۰) سید علی بن اسماعیل (۱۱۰۱ھ-۱۲۲۹ھ) اکابر علماء سے تھے امام شوکانی سے رسالتہ (الدرالفضید فی اخلاص کلمۃ التوحید) کا سماع کیا اور امام شوکانی کے ساتھ کتاب (اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر) کی قراءۃ میں شریک ہوا امام شوکانی لکھتے ہیں۔ ۳؎

"کان فی الذروۃ من البلاغتہ"

(۲۱) علی بن محمد علی الشوکانی (۱۲۱۷ھ-۱۲۵۰ھ) اپنے والد سے کتب حدیث کی قراءۃ کی اور شرح المنتقیٰ، السیل الجرار اور فتح القدیر وغیرہ مولفات پڑھیں امام شوکانی لکھتے ہیں: ۴؎ **ولہ رسائل فی فنون العلم**

(۲۲) محمد بن حسن التجنی الذماری صاحب الانتصار (۱۲۰۰ھ-۱۲۸۶ھ) زمار میں پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء سے فقہ اور فرائض حاصل کئے اور امام شوکانی سے فصیح

(۱) التاج المکلل ۴۸۱، قطر الولی امام شوکانی (۲) نیل الوطر الوطرص ۱۱۸-۱۱۹، التاج المکلل ملنواب (۳) التاج المکلل و نیل الوطر ج ۲ ص ۱۲۵، الامام الشوکانی مفسرا ص ۷۸-۷۹ والبدر ۷۳۳ والتقصار ص ۱۱ (۴) نیل الوطر ج ۲ ص ۱۶۳

بخاری کا سماع کیا ڈاکٹر عبدالغنی لکھتے ہیں:

واجازلہ الشوکانی اجازۃ عامتہ فی رجب ۱۲۳۹ھ

علامہ ذماری نے اپنی کتاب (التقصار فی جید زمن علامتہ الاقالیم مصارم) میں اپنے مشائخ کا ذکر کیا ہے اور اپنی کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے

(الف) امام شوکانی کی ولادۃ و نشاۃ اور طلب علم کا ذکر کیا ہے اور پھر امام شوکانی کی تالیفات ذکر کی ہیں۔

(ب) امام شوکانی کے شیوخ و اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔

(ج) اسلوب بدیع کے رنگ میں تلامذہ کے تراجم ذکر کئے ہیں اور لکھا ہے کہ مجھے امام شوکانی سے اجازہ عامہ حاصل ہے۱۔

(۲۲) علامہ محمد ابن علی العمرانی الصنعانی (۱۱۹۴ھ۔۱۲۶۴ھ) صنعاء میں ولادۃ و نشاۃ ہوئی اور شیخ الاسلام نحو و صرف، معانی و بیان اور صحاح ستہ پڑھے نیز نیل الاوطار، فتح القدیر تفسیر اور امام کی اکثر مولفات کا درس لیا اور علوم اجتہادیہ میں براعت حاصل کی جن کی تقلید کا ربقہ گردن سے اتار دیا اور کتاب و سنت کو راہ عمل بنا لیا مترجم لہ کی چند تالیفات ہیں۔

(۱) حاشیہ سنن ابن ماجہ (عجلتہ زدی الحاجتہ) (۲) التعریف بما فی التھذیب من القوی و الضعیف (۳) علماء معاصرین کی تاریخ، کسی قرملی کے ہاتھوں شہید ہوئے جس کا تعلق فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ سے تھا۲۔

(۲۳) شیخ محمد الکردی جب صنعاء میں طلب علم کے لئے آئے تو ان کے پاس علم المناظرہ میں ایک طویل رسالہ تھا جو کہ ہند میں مناظرہ ابی یوسف کے نام کے ساتھ مشہور ہے شیخ الاسلام پر وہ رسالہ قراءۃ کیا اور دیگر کتب بھی پڑھیں۔۳۔

(۲۴) شیخ محمد عابد ابن احمد ابن محمد ابن مراد الایوبی الانصاری السندھی المکی (۱۲۵۴ء) متعدد مرتبہ صنعاء آئے اور مدت تک قیام کیا امام شوکانی کے مصاحب رہے ہدایہ الابھری اور اس کی شرح المبتدی امام سے پڑھی ۱۲۱۳ھ کو امام منصور کے علاج کے سلسلہ میں صنعاء آئے اور آخری ایام میں ۱۲۰۷ھ کو مدینہ منورہ

---

(۱) نیل الوطر ج ص ۲۵۷۔۲۵۱

(۲) نیل الوطر ج ص ۲۸۹، التاج المکل ص (۳) التقصار

میں مقیم ہو گئے۔۱۔

سید محمد بن ھاشم الشامی (۱۱۷۸ھ۔۱۲۰۱ھ)

امام شوکانی کے قدیم تلامذہ سے ہیں امام شوکانی سے جملہ علوم کی قراءۃ کی اور تالیفات شوکانی کو اپنے ہاتھ سے تحریر کیا فی الجملہ صنعاء کے علماء و صلحاء سے شمار ہوتے ہیں۔ ۲۔

(۲۵) سید علامہ محمد ابن یحیٰی اسماعیل (۱۲۱۰ھ۔) بنی الاخفش کے مشہور خاندان سے تعلق رکھتے ہیں امام شوکانی سے بعض کتب حدیث کا درس لیا اور عہدہ قضاء کو چھوڑ کر صنعاء میں تدریس کرتے رہے۔ ۳۔

(۲۵) محمد بن محمد زبارہ الحسینی الیمنی الصنعانی (۱۳۸۱ھ۔۱۹۶۲ھ) شوکانی کے دوسرے درجہ کے تلامذہ سے ہیں اور انہوں نے اپنی کتاب "نیل الوطر من تراجم رجال الیمن" میں جو کہ تیرویں صدی کے علماء کے تراجم میں ہے امام شوکانی کا ترجمہ بھی ذکر کیا ہے۔ ۴۔

(۲۶) سید محمد صدیق حسن خان (۱۲۴۷ھ۔۱۳۰۷ھ) یہ امام شوکانی کے بالواسطہ تلامذہ سے ہیں۔ امام شوکانی کی کتب کو نشر کرنے میں سرگرم رہے۔ ۵۔

(۲۷) علامہ فقیہ ھادی حسین الانصاری الصنعانی (۱۱۶۴ھ۔۱۲۳۸ھ) صنعاء میں نشاۃ پائی طلب علم کے بعد شیخ مشائخ القراء ات بن گئے اور صنعاء کے اعیان میں شمار ہوئے امام شوکانی سے صحیح بخاری اور نیل الاوطار اور فتح القدیر (تفسیر) کا درس لیا چند فنون کے پروفیسر بنے۔ ۶۔

(۲۸) سید یحیٰی بن احمد ابی احمد الدیلمی الذماری (۱۱۹۰ھ۔) ذمار کے مشائخ علماء پر فقہ اور فرائض پڑھے اور ذمار میں چوٹی کے علماء میں شمار ہوئے امام شوکانی سے صحیح بخاری پڑھی۔ ۷۔

(۲۹) قاضی علامہ یحیٰی بن علی شوکانی (۱۱۹۰ھ۔۱۲۶۲ھ) شیخ الامام شوکانی کے بھائی مشائخ صنعاء کی ایک جماعت پر پڑھا اور بعض کتب حدیث و فنون کا امام شوکانی

---

(۱) البدر ج ۲ ص ۲۶۰، نیل الوطر ج ۲ ۳۱۰ والتاج المکلل ص ۳۲۲ (۲) (۳) نیل الوطر ج ۲ ص ۳۳۹ (۴) القطرالولی التعریف بالامام الشوکانی (۵) نیل الوطر ج ۲ ص ۳۷۸ (۶) نیل الوطر ۲/ ۲۹۵ (۷) البدر الطالع ج ۲ ص ۳۳۹

سے سماع کیا۔ ا۔

(۳۰) علامہ یحییٰ بن علی الددمی (۱۲۰۳ھ۔۱۲۸۹ھ) صنعاء پہنچ کر علم فقہ وغیرہ میں مشغول ہو گئے امام شوکانی سے الکشاف، حورشی الکشاف، المطول، شرح الرضی الکافیہ اور فتح القدیر پڑھی نیز صحیحین، سنن ابی داؤد اور ارشاد الفحول کا درس لیا امام شوکانی کے صاحبزادے علی بن محمد بن علی شوکانی ان کے تلامذہ سے تھے۔ ۲۔

(۳۱) السید العلام یحییٰ بن محمد الاخفش (۱۲۷۶ھ۔ ۱۲۶۳ھ) شیخ الاسلام سے علم حاصل کیا الکشاف، الرضی علی الکافیہ اور السیل الجرار امام شوکانی سے تحصیل کیں۔ ۳۔

(۳۱) السید العلامہ یحییٰ بن المعمر الصنعانی (۱۱۹۱ھ۔۱۲۶۸ھ) امام شوکانی سے امھات الکتب پڑھیں، اور موطا امام مالک الکشاف، اتحاف الاکابر اور دیگر رسائل پڑھے امام شوکانی کو بعض سوالات لکھ کر بھیجے جن کے امام شوکانی نے اپنے فتاویٰ کے ضمن میں جوابات دیئے چند مولفات چھوڑے شرح علی سنن النسائی، بلغتہ المرام بالر حلتہ الی بیت الحرام والی المدینتہ المنورہ لزیارۃ سید الانام، والعنبر الھندی فی سیرۃ المھدی ۴۔

اب میں اس مختصر تعارف کے بعد اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتی ہوں یعنی امام شوکانی کی مطبوعہ تالیفات کا مختصر ذکر کرکے ان کی تفسیر فتح القدیر پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گی جس کا باعث ہمارے نصاب تعلیم میں اس کتاب کا رواج پانا ہے اور اس میں متنوع قسم کا مواد پایا جاتا ہے۔

امام شوکانی کی غیر مطبوعہ تالیفات تک رسائی حاصل کرنے کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں یوں تو ان کے فتاویٰ الفتح الربانی میں سینکڑوں رسائل کا ذکر ہے۔ لھذا میں صرف مطبوعات کے ذکر پر اکتفاء کروں گی

الکتب المطبوعہ: امام شوکانی کی تالیفات کچھ تو وہ ہیں جو زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں اور باقی مخطوطات ہیں ہم پہلے مطبوعات کا ذکر کرتے اور پھر

---

(۱) التاج المکلل (۳۲۸) (۲) نیل الوطر ج۲ ص ۳۹۷ (۳) نیل الوطر ج۲ ص ۴۰۰ (۴) نیل الوطر ج۲ ص۱۱۷ و التاج المکلل ص ۳۰۰

مخطوطات کو درج کریں گے:

(۱) اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر۔ اس کی تالیف کا زمانہ ۱۲۱۷ھ ہے۔ ۱۳۲۸ھ کو حیدر آباد (ھند) مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ میں طبع ہوئی ۱۱۷ صفحات پر مشتمل ہے یہ اس کتاب کی طبع اولی ہے بعض نے مجموعۃ الاسانید کے نام سے ایک دوسرا رسالہ سمجھا ہے جو صحیح نہیں ہے جیسا کہ قطرالولی کے مقدمہ میں درج ہے

(۲) **"ارشاد الثقات الی اتقان اشرائع علی التوحید و المعاد و النبوات"** اس پر ۱۲۳۱ھ ۲۷ ربیع الاخر تاریخ تالیف درج ہے موسیٰ بن میمون الاندلسی الیہودی کے رد میں یہ رسالہ تالیف کیا۔ا۔ طبعہ دارالنھضتہ العزبیہ۔ القادری۔ ۱۳۶۵ تقریباً صفحات ۱۰۰۔ ۲۔

(۳) **ارشاد الفحول الی تحقیق ؛ نحق فی علم الاصول مصطفی البالبی الحلبی واولادہ بمصر (۱۳۵۶ھ۔۱۹۳۷ء)**

(۴) البدر الطالع لمحاسن من بعدالقرن التاسع۔ تالیف ۱۲۱۳ھ مطبع السعادۃ بمصر ۱۳۴۸

(۵) التحف فی الارشاد الی مذھب السلف' یہ رسالہ دراصل علماء مکہ کے ایک رسالہ کا جواب ہے جو انہوں نے عقیدہ سلف کی وضاحت کے لئے تحریر کیا

یعنی سلف صالح کا عقیدہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ کو اس کے ظاہری معنی پر حمل کیا جائے اور کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے۔ (المطبقہ المنیریہ القاھرہ ۱۳۴۳ھ) ۳۔

اس کے بعد طبع ثانی ۱۴۰۰ھ قاھرہ میں ہوئی عبداللہ عجاج کی تقدیم کے ساتھ عنوان التحف فی مذھب السلف فی عقیدۃ الفرقتہ الناجیتہ (اھل السنہ والجماعتہ)

مولف نے یہ رسالہ ۱۲۲۸ھ کو لکھا ہے جو خطی نسخہ میں موجود ہے۔

(۶) تحفتہ الذاکرین فی عدۃ الحسن و الحصین ۱۳۸۶ مطبقہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ **بمصر**

(۷) تنبیہہ الافاضل علی ماوروفی زیادۃ العمرو نقصانہ من الدلائل مبعہ دار

---

(۱) مقدمہ فتح القدیر (۲) الشوکانی مغرا (۳) مقدمہ فتح القدیر

النھضتہ العربیہ بیروت یہ کتاب "امناء الشریعتہ" کے نام سے بھی طبع ہوئی ہے۔
(۸) تنبیہہ الاعلام علی تفسیر المشتبھات بین الحلال والحرام (کشف الشبھات عن المشتبھات) ط مطبع المعاھد بمصر۔
(۹) "الدر النضید فی اخلاص کلمتہ التوحید" طبعہ محمد علی عطیتہ الکتبی بمصر ۱۳۵۰ھ۔
(۱۰) الدرر البھیتہ فی المسائل الفقھیہ (الفقہ)
(۱۱) الدراری المضیتہ فی شرح الدرر البھیتہ
(۱۲) الدواء العاجل فی ذہ العدوالصائل مطبقہ السنتہ المحمدیہ
(۱۳) رفع الریبتہ عما یجوز من مجوز من الغیبہ
(۱۴) السیل الجرار المتدفق علی حدائق الازھار ۱۲۳۵ فی اربعتہ اجزاء
(۱۵) شرح الصدور فی تحریم رفع القبور
(۱۶) الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعتہ طبع فی الھندی عام ۱۳۰۲ھ تحقیق عبدالرحمٰن المعلمی ۱۳۸۰ھ
(۱۷) القول المفید فی اولتہ الاجتہاد والتقلید طبعہ منیریہ ۱۳۴۷ھ
(۱۸) ادب الطلب و منتھی الارب۔ اس رسالہ کا موضوع دراصل باب الاجتہاد کا اجراء اور تحریم تقلید ہے۔
(۱۹) امناء الشریعتہ
(۲۰) دلائل المسائل (مطبوع) فی ضمن رسائل سلفیہ
(۲۱) المسک الفائح فی حط الجوائح (المطبوع فی ضمن الرسائل)
(۲۲) ابطال دعوی الاجماع علی مطلق السماع (طبعہ حیدر آباد ۱۳۲۸ھ)
(۲۳) ابتکال السائل الی تفسیر (والقمر قدرناہ منازل)
(۲۴) الایضاح لمعنی التوبہ والاصلاح ط مصر دارالنھر سنتہ ۱۳۹۵ھ
(۲۵) الاعلام بالمشائخ الاعلام والتلامذۃ الکرام (وھو معجم الشیوخ وتلامیذہ ط حیدر آباد (الھند ۱۳۲۸ھ)
(۲۶) فتح القدیر
(۲۷) قطر الولی علی حدیث الولی ۱۲۳۹ھ مطبوعہ عراق

(۲۸) عقود الزبرجد فی جید مسائل العلامہ ضمد ۱۳۹۵ھ

(۲۹) نزل من اتقی بکشف احوال المنتقی (تکملہ نیل الاوطار) طبعہ مطبع فاروقی دہلی

(۳۰) حیات خضر علیہ السلام (رسالہ)

(المخطوطات)

(۱) القول الصادق فی حکم امامتہ الفاسق

(۲) التوضیح فی تواتر ماجاء فی المنتظر والمسیح التالیف ۱۲۱۸ھ

(۳) الصوارم الہندیہ المسلولہ علی الریاض الندیہ

(۴) اتحاف المھرۃ علی حدیث لاعدوی ولاطیرۃ

(۵) اقناع الباعث بدفع دلیل علی جواز الوصیتہ للوارث تالیف ۱۲۲۰ھ

(۶) ارشاد ابغی الی مذھب اھل البیت فی صحب النبی

(۷) الرسالتہ المکملتہ فی اول البسملتہ

(۸) العذب النمیر فی جواز مسال بلاد عسیر

(۹) المباحث الدریتہ فی المسئلتہ الحماریتہ

(۱۰) افادۃ السائل فی العشر المسائل

(۱۱) القول الحسن فی مسائل اھل الیمن

(۱۲) اللمعتہ فی الاعتداد بادراک الرکعتہ من الجمعتہ

(۱۳) الصوارم الحداد القاطعتہ لعلائق مقالات ارباب الالحاد

(۱۴) الضیاح القول فی اثبات العول

(۱۵) القول الجلی فی حل لبس النساء للحلی

(۱۶) اشراک اللطعتہ فی عدم الاعتداد بالرکعتہ من الجمعتہ

(۱۷) الابحاث الحسان المتعلقہ بالعاریتہ والتاجیر والترکہ والرھان

(۱۸) ایضاح الدلائل علی مایجوز بین الامام والماموم من الحائل

(۱۹) النشر لفوائد سورۃ العصر

(۲۰) المقالتہ الفاخرۃ فی اتفاق الشرائع علی اثبات الدارالاخرۃ

(۲۱) العرف الندی فی جواز اطلاق لفظ سیدی

(۴۸) بحث فی تکثیر الجماعات فی مسجد واحد
(۴۹) بحث فی العمل بالخط
(۵۰) بحث فی الربا
(۵۱) بحث انما الاعمال بالنیات
(۵۲) بحث فی حدیث النبی ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
(۵۳) بحث فی حدیث لعن الیھود الاتخاذ قبور انبیاھم مساجد
(۵۴) فی تحقیق الصلاۃ علی الال
(۵۵) بحث فی اطفال الکفار
(۵۶) بحث فی سیحون و جیحون
(۵۷) حدیث انا مدینہ العلم وعلی بابھا
(۵۸) بحث فی قول اھل الحدیث رجال اسنادہ ثقات
(۵۹) بحث فی صلاۃ السفر
(۶۰) بحث فی مستقر ارواح الاموات
(۶۱) بحث فی رضا الکبیر
(۶۲) بحث فی وجود الجن
(۶۳) بحث فی المولد النبی
(۶۴) بحث فی العمل بقول المفتی صح عندی
(۶۵) بحث فی الرد علی **الزمخشری** الاستحان بیت المربہ
(۶۶) بحث فی الاضرار بالجار
(۶۷) بحث فیمن اجبر علی الطلاق
(۶۸) بحث فی وجوب الصلاۃ علی النبی فی الصلاۃ وغیرھا
(۶۹) **تشنیف** السمع بابطل ادلتہ الجمع ای فی الحضر
(۷۰) **تشنیف** السمع بجواب المسائل السبع
(۷۱) جواب اسئلتہ وردت من العلامتہ عبداللہ بن محمد الامیر
(۷۲) بحث عن فوائد الاحادیث وردت فی فضائل سور و آیات
(۷۳) القرآن الکریم والتحقیق فی صحتہ تلک الاحادیث

(۷۴) بحث عن حدیث الانبیاء احیاء فی قبوھم وقول المفسرین ان مریم
(۷۵) بنت ناموس دلت علی عظام یوسف علیہ السلام
(۷۶) دارالسحابہ فی مناقب القرابتہ والصحابتہ
(۷۷) رسالتہ حل الاشکال فی اجبار الیھود برفع الاذیال
(۷۸) وارسال المقال الی حل الاشکال (رد علی رسالہ الشوکانی لعبد اللہ بن عیسی الکوکبانی)
(۷۹) ثمرد علیہ الشوکانی "تفویق النھیال الی ارسال المقال" ثم ردعلیہ الکوکبانی
(۸۰) برسالتہ توقیف الفال علی تفویق النبال
(۸۱) رسالتہ فی حکم المخابرۃ
(۸۲) رفع الاساس لفوائد حدیث ابن عباس
(۸۳) بغیتہ المستفید فی الرد علی من انکر العمل بالاجتہاد
(۸۴) من اھل التقلید
(۸۵) حکم لبس الحریر
(۸۶) رسالتہ فی حکم الطلاق البدعی ھل یقع ام لا
(۸۷) رسالتہ فی نفقتہ المطلقتہ ثلاثا
(۸۸) رسالتہ فی القراءۃ یھدی ثوابھا الی المیت من الاحیاء
(۸۹) رسالتہ فی اسباب سجود السھو
(۹۰) القیام لمجرد التعظیم
(۹۱) رسالتہ فی حکم ان الطلاق لا یتبع الطلاق علی الراجح
(۹۲) رسالتہ فی اھداء الثواب بقراءۃ القران
(۹۳) رسالہ فی حکم الاستمار
(۹۴) حکم طلاق المکرہ
(۹۵) حکم الطلاق البدعی
(۹۶) شفاء العلل فی زیادۃ الثمن لاجل
(۹۷) طیب النشر فی المسائل العشر
(۹۸) حکم شفعہ الجوار

(۹۹) کشف الدین عن حدیث ذی الیدین

(۱۰۰) کشف الاستعار فی ابطال من قال .بفنا النار

(۱۰۱) نزھتہ الاحواق فی علم الا شتقاق

(۱۰۲) نشرالجوھرفی شرح حدیث ابی ذر

(۱۰۳) وبل الغمام حاشیتہ علی شفاء الاوام للامیر حسین بن محمد

(۱۰۴) ہدایتہ القاضی الی حکم تخوم الاراضی (النجوم من الباطن)

(۱۰۵) ھفوات الائمتہ الاربعتہ

ان کتابوں میں سے "صرف فتح القدیر" کا تعارف کرواتی ہوں امام شوکانیؒ سے پہلے زیدیہ علماء نے متعدد تفاسیر لکھیں جنہوں نے اصول معتزلہ سے موافقت کی اور آیات صفات میں تاویل کے قائل ہو گئے امام شوکانی کی یہ تفسیر تفسیر بالماثور اور سلفی طریق پر ہے۔

امام شوکانی کی تفسیر کے اہم مزایا پہ غور کیا جائے تو حسب ذیل نظر آتے

ہیں

(الف) سورۃ کے ابتداء میں اس کے مکی یا مدنی ہونیکا بیان ہے۔

(ب) اگر اس کی فضیلت میں کوئی حدیث ہے تو اس کو ذکر کر دیا ہے۔

(ج) اگر کسی سورۃ کے ابتداء میں حروف مقطعات ہوں تو ان پر بحث کرتے

ہیں۔

(د) لغوی مباحث کے ضمن میں اعراب اور اس پر شواھد پیش کرتے ہیں۔

(ھ) قراءات سے بحث کرتے ہیں اور اسباب نزول ذکر کرتے ہیں۔

(و) پھر آیتہ کا اجمالی معنی بیان کرکے آخر میں روایات کا ذکر کرتے ہیں ان چیزوں کے بیان میں کسی ایک ترتیب کا لحاظ نہیں کرتے بلکہ تقدیم و تاخیر بھی کر دیتے ہیں۔

ان امور کے بیان میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کرتے ہیں۔

(۱) تفسیرعبدالزاق الصنعانی (المتوفی ۲۱۱)

(۲) مصنف عبدالزاق ص ۲۱۱

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۵

یہ دونوں کتابیں مطبوعات سے ہیں نمبر ۲ کتاب کی تصحیح و تخریج مولنا حبیب الرحمان اعظمی نے کی ہے اور نمبر ۳ کی شیخ مختار احمد ندوی کی تصحیح و تخریج کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

تاہم مسند ابن ابی شیبہ تاحال معدوم ہے ہمارے بعض علماء مسائل میں مسند ابن ابی شیبہ کا حوالہ دیتے ہیں اور عین ممکن کہ وہ مصنف کے علاوہ ہو۔

(۴) المسند للامام احمد بن حنبل (۲۴۲ھ)

(۵) تفسیر عبد بن حمید (ت ۲۴۹)

(۶) تفسیر ابن جریر الطبری ۳۱۰

(۷) صحیح ابن حبان و کتاب الضعفاء (ص ۳۵۴)

(۸) المستدرک للحاکم ص ۴۵۸

(۹) ابو الشیخ عبداللہ بن جعفر بن حیان (اوحیان) فی العظمتہ اور یہ کتاب امام شوکانی اپنی سند کے ساتھ ابو طاہر محمد بن احمد عن المولف روایتہ کرتے ہیں ابوالشیخ کی وفات ۳۶۹ھ اور اصبہانی کی ۴۴۹ھ میں ہے۔

(۱۰) اسی طرح احمد بن ابراہیم الثعلبی ۴۲۷ اور محمد بن الحسن النقاش ۳۵۱ سے روایت کرتے ہیں لیکن نقاش پر اکثر تنقید کر جاتے ہیں۔

(۳) امام شوکانی کے مصادر لغویہ میں حسب ذیل ائمہ کے نام مذکور ہیں۔

(۱) ابن الاعرابی:

ان کا نام بن زیاد ہے یہ نسابہ اور علامہ باللغتہ کے وصف کے ساتھ معروف ہیں ان کی وفات ۲۳۱ھ ہے یہ کوفی امام ہیں ان کے حالات تاریخ بغداد (۲۸۲۱۵) اور وفیات الاعیان (۴۹۲۱۱) میں مذکور ہے اور علامہ زرکلی نے بھی الاعلام (۳۶۶) میں ان کا ترجمہ لکھا ہے جس میں مذکور ہے کہ **لم یرا حد فی الشعر اغزر منہ** اور مفضل صنبی صاحب "المفضلیات" کے ربیب تھے۔

یہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں النوادر فی الادب، تفسیر الامثال شعر الاخطل اور معانی الشعراس کی مشہور کتابیں ہیں۔

بروکلمن نے اپنی کتاب ادب العرب (ج ۱ ص ۱۹) پر ان کا تذکرہ لکھا ہے

ان کتابوں میں ابیات المعانی بہت اہم ہے خطیب بغدادی ابو جعفر الا صبھانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ابن الاعرابی فقہاء اور علماء کے طریق پر چلتے اور شیوخ محدثین کا مذہب اختیار کرتے۔ لغات و انساب اور ایام کے بہت حافظ تھے

ابوالعباس ثعلب ابو عکرمتہ **الضبی** اور ابوا لشعیب الحرانی سے روایت کرتے ہیں۔

الغرض لغت کے مشہور علماء سے تھے،اور علم اللغتہ اور اس کا حفظ ان پر ختم تھا شعرانی لکھتے ہیں:

سفیان ثوری حدیث کے رئیس تھے اور ابوحنیفہ قیاس کے بادشاہ کسائی قرآن کے رئیس لیکن آج تک کسی فن میں بھی ابن الاعرابی سے کوئی بڑا نہیں دیکھا۔

بحث استوی ؛ بمعنی استولیٰ

ابن الاعرابی سے کسی نے سوال کیا کہ **الرحمن علی العرش استوی** کے کیا معنی ہیں تو ابن الاعرابی نے جواب دیا **ھو علی عرشہ کما اخبر** تو اس شخص نے کہا ایسے تو نہیں ہے بلکہ یہاں استویٰ بمعنی استولیٰ کے ہے اس پر اس الاعرابی نے زجر کی کہ خاموش رہو عرب لوگ استولی علیہ کا محاورہ اس موقع پر استعمال کرتے ہیں جب مقابلہ میں کوئی مخالف ہو ای استولیٰ علیہ اور اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی مدمقابل نہیں ہے تو پھر استولی علی العرش کیسے کہہ سکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ ان سے اس قسم کے فوائد کثرت سے منقول ہیں۔

(۲) ابن قتیبہ عبداللہ بن مسلم الدینوری ۳۲۲ھ لغت کے امام تھے امام شوکانی نے زیادہ تر اس کی کتاب غریب اللغتہ سے نقل کیا ہے اور یہ کتاب میرے سامنے رکھی ہے۔

(۳) ابن الضریس محمد بن ایوب ۲۹۴ھ لغتہ اور قراءۃ کے عالم تھے امام شوکانی عموماً" ان کی کتاب فضائل قرآن سے نقل کرتے ہیں **وھو محدث** لغوی مفسرٌ

علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ (۲/۱۹۵) میں اور زرکلی نے الاعلام (۲۲۶/۲) میں اس کا ترجمہ لکھا ہے موصوف حفاظ حدیث سے تھے اور انہوں نے فضائل القرآن ایک کتاب بھی لکھی ہے۔

حافظ ذهبی نے التذکرۃ میں ان کو الحافظ المسند کے القاب سے ذکر کیا ہے ابن ابی حاتم الرازی نے محدث بن محدث لکھا ہے ان کے جد امجد یحییٰ بن الضریس امام ثوری کے اصحاب سے تھے۔

(۴) ان الانباری = محمد بن قاسم بن محمد ۳۲۸

(۵) الازھری محمد بن احمد الازہری ۳۷۰ھ ائمہ لغتہ و ادب سے تھے ازہری نسبت ان کے جد امجد کی طرف ہے امام شوکانی نے اکثر طور پر ان کی کتاب تهذیب اللغتہ سے نقل کیا ہے جو ۱۶ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کے بعض اجزاء طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ پوری کتاب میری نظر سے نہیں گزری غریب القران و فوائد منقولتہ من تفسیر المزنی بھی اس کی تالیفات سے ہیں ابن خلقان نے الوفیات (۴۵۸/۳) میں ان کے حالات ذکر کئے ہیں نیز السبکی نے طبقات الکبریٰ الشافعیہ" میں اس کا ترجمہ لکھا ہے۔

(۶) ابن درید: محمد بن الحسن ۲۳۱ھ الازدی ائمہ لغتہ و ادب سے تھے مقولہ مشہور ہے ابن درید من اشعر العلماء و اعلم الشعراء ان کا المقصورۃ الدریدیہ معروف ہے جس میں آل میکال کی مدح کی ہے ان کی کتاب الاشتقاق (انساب میں) اور المقصور و الممدود اور الجمهرۃ فی اللغتہ تین جلد میں مشہور و معروف ہے مستشرق کرنکو نے اس کی فہارس بنا کر چوتھی جلد کا اضافہ کر دیا ہے علاوہ ازیں ابن زرید نے بہت سی کتب تصنیف کی ہیں امام شوکانی ان کی کتاب الجمهرۃ فی اللغتہ سے نقل کرتے ہیں۔

(۷) الجوھری۔ ابونصر اسماعیل بن حماد المتوفی ۳۹۳ھ ان کی کتاب الصحاح فی اللغتہ معروف ہے اور ۶ جلد میں مطبوع ہے مصحح نے ابتداء میں ایک جاندار مقدمہ لکھ کر اس کی قدر و قیمت میں اضافہ کر دیا میں نے الجامعتہ السلفیہ کی لائبریری میں یہ کتاب دیکھی ہے امام شوکانی نے الصحاح جوھری پر اعتماد کیا ہے اور غریب القرآن کے سلسلہ میں الصحاح کا حوالہ دیتے ہیں۔

(۸) النحاس: احمد بن محمد بن اسماعیل ۳۳۷ھ امام شوکانی نے ان کی کتاب الناسخ والمنسوخ کو تفسیری ماخذ قرار دیا ہے۔

(۹) الزجاج: ابراھیم بن السری بن سھل ۳۰۱ھ یہ اپنے زمانے میں مشہور امام تھے امام شوکانی اکثر طور ان کی کتاب معانی القرآن سے نقل کرتے تھے علامہ ذھبی نے تذکرۃ الحفاظ (۸۹) ان کا ترجمہ لکھا ہے۔

تفسیر قرآن میں امام شوکانی حسب ذیل تفاسیر پر اعتماد کرتے ہیں۔

(الف) ابن جریر محمد بن جعفر ۳۱۰ھ کی تفسیر جملہ تفاسیر کی اصل ہے اور تفسیر بالروایتہ میں امام شوکانی اس پر اعتماد کرتے ہیں۔

(ب) الزمخشری: محمود بن عمر ۴۶۷ھ ان کی تفسیر مختصر اور بہتر تفاسیر میں شمار ہوتی ہے اس تفسیر سے امام شوکانی اخذ بھی کرتے ہیں اور کبھی اعتزال کی وجہ سے اس پر تنقید بھی کرتے ہیں۔

(ج) تفسیر ابن عطیہ: ۵۴۰ھ اس تفسیر کا نام المحرر الوجیز ہے ابن حبان ان تفاسیر کے درمیان مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ابن عطیتہ انقل من الزمخشری واجمع واخلص و کتاب الزمخشری الخص واغوص

یعنی نقل کے لحاظ سے تو ابن عطیہ کی تفسیر جامع ہے لیکن اختصار اور گہرائی کے لحاظ سے زمخشری کی تفسیر بہتر ہے۔

حافظ ابن تیمیہ نے بھی ابن عطیہ کی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔۔ اور لکھا ہے کہ زمخشری کی تفسیر میں بدعت و اعتزال زیادہ ہے امام شوکانی نے ابن عطیہ پر بھی اعتماد کیا ہے اور اس پر تنقید بھی کی ہے ابن عطیہ کا نام ابو محمد عبدالحق بن غالب بن عطیتہ الاندلسی الغرناطی ہے۔

(د) تفسیر القرطبی: ابو عبداللہ محمد بن احمد ۶۷۱ھ ابن عربی کی احکام القرآن کے بعد ان کی کتاب الجامع لاحکام القرآن فقہاء کے لئے مرجع سمجھی جاتی ہے اور قرطبی کا اعتماد ابن عطیہ پر ہے تاہم قرطبی حاطب لیل ہے اور اس نے اپنی تفسیر میں اسرائیلیات کو جمع کر دیا ہے مگر اس میں احکام فقھی اور اجتہادی مسائل بھی بہت زیادہ ہیں امام شوکانی بعض مواضع میں ان پر انکار بھی کرتے ہیں تاہم بعض

علماء کا خیال ہے کہ شوکانی کی تفسیر القرطبی اور "الدر المنثور" للسیوطی کی تفسیر کا خلاصہ ہے۔

(ھ) تفسیر ابن کثیر: یہ سلفی تفسیروں میں سب سے بہترین تفسیر ہے امام شوکانی نے اس پر اکثر اعتماد کیا ہے احادیث کی تصحیح و تحسین میں بھی ابن کثیر کی اتباع کی ہے تاہم بعض مواقع میں نقد بھی کیا ہے کیونکہ حافظ ابن کثیر گو محدث اور مورخ ہیں اور حافظ ابن تیمیہ کے اصحاب سے ہیں مگر تصحیح حدیث میں متساھل ہیں جب کہ ابن عطیہ کی تفسیر اسرا ئیلیات سے پاک ہے۔ تاہم شوکانی کی نظر میں ابن کثیر بہت اہم ہیں

ابو حیان محمد بن یوسف بن علی الاندلسی ۷۴۰ھ کی تفسیر "اعراب القرآن" کے بیان میں عمدہ تفسیر سمجھی جاتی جو البحرا لمحیط کے نام سے معروف ہے نحوی وجوہ کے بیان کرنے میں امام شوکانی نے اس پر نقد بھی کیا ہے لیکن نامناسب ہے سیوطی ۹۱۱ھ کی تفسیر الدر المنثور سے تفسیری روایات کو جمع کیا ہے۔

محدثین، مفسرین اور لغویین کے مقابلہ میں امام شوکانی کا موقف: ماسبق میں ہم نے جن مفسرین کا ذکر کیا ہے امام شوکانی ان سے اخذ کرتے ہیں اور تنقید بھی کرتے ہیں تاہم صحابہ و تابعین کے اقوال کے مقابلہ مرفوع احادیث کی تعداد بہت کم ہے اکثر احادیث حضرت ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور ان کے بعد بقیہ صحابہ سے روایت لاتے ہیں ان روایات کا مدار ابن جریر ابن ابی حاتم عبدالرزاق اور مسند عبد بن حمید پر ہے اور متاخرین میں سے ابن کثیر، الدر المنثور للسیوطی پر اعتماد کرتے ہیں بلاغت و اعراب میں **زمخشری** اور ابو حیان کی تفسیر پیش نظر ہے ابن عطیہ رازی پر تنقید کرنے کے علاوہ **زمخشری** کا بھی رد کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں مام شوکانی حسب ذیل تفاسیر سے التقاط کرتے ہیں۔

(ا) **تفسیر الثعلبی** (احمد بن ابراہیم ۴۲۷ھ) اس تفسیر کا نام الکشف و البیان ہے۔

(ا) دیکھئے اصول التفسیر

(۲) تفسیر معالم التنزیل للبغوی (الحسین بن مسعود الفراء ۵۱۱ء) یہ تفسیر ثعلبی کا ہی مختصر ہے

(۳) انوار التنزیل للبیضاوی (ناصر الدین عبداللہ بن عمر ۶۹۱ھ)

(۴) شفاء الصدور محمد بن حسن النقاش ۳۵۱ھ وفیہ بدع کثیرۃ

(۵) التہذیب از محسن بن کرامہ الحاکم الجشمی (۴۹۴ھ)

الجنداری لکھتے ہیں کہ الکشاف زمخشری اسی سے مختصر ہے یہ الحاکم الجشمی زیدیہ کے بہت بڑے عالم تھے اور زیدیہ کے اصول بھی معتزلہ سے ملتے جلتے ہیں الحاکم الجشمی کے متعلق زرکلی "الاعلام" میں لکھتے ہیں۔۔

مفسر عالم بالاصول و الکلام حنفی ثم معتزلی فذیدی و ھو شیخ الذمخشری و لہ ۴۲ کتابا" منھا التھذیب تفسیر القران

فواد سید امین المخطوطات بدار الکتب المصریہ نے ان کی کتاب "عیون المسائل" نشر کی ہے جو علم کلام میں ہے عدنان زرزور نے الحاکم الجشمی کے نام سے اس کا ترجمہ لکھا ہے اور "المقصد الحسن" اور طبقات الزیدیہ للبکری میں اس کے حالات مذکور ہیں بروکلمن نے اپنی الفہرست (۵۲۴=۱) میں اس کے حالات لکھے ہیں علاوہ ازیں تفسیر الجلالین محلی ۸۶۴ھ اور سیوطی ۹۱۱ھ سے بھی امام شوکانی استفادہ کرتے ہیں امام رازی کی مفاتیح الغیب اور تفسیر بجستانی سے بھی اخذ و اقتباس کرتے نظر آتے ہیں امام شوکانی البدر الطالع (۱=۱۶۶) میں تفسیرالسجستانی کے متعلق لکھتے ہیں "**ھو تفسیر حسن**" اور تفسیر ابی السعود محمد بن المصطفیٰ العمادی ۹۸۲ بھی شوکانی کے پیش نظر ہے تفسیر ابی السعود کا پورا نام "ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم" ہے یہ تفسیر بہت ہی عمدہ اور لائق تعریف ہے تفسیر کبیر کے حاشیہ پر طبع ہوئی اور الگ بھی یہ قریباً تفسیر الکبیر رازی کا مختصر ہے اور اضافات پر مشتمل ہے

اسلوب شوکانی

امام شوکانی نے فتح القدیر کے مقدمہ میں اپنے اخذ و اقتباس کا اسلوب ذکر کر دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

(۱) تفاسیر میں تعارض کی صورت میں وجہ ترجیح کے بیان کے ساتھ ایک تفسیر کو ترجیح دینا

(۲) حتی الوسع مرفوع تفسیر اور صحابہ تابعین اور معتبر آئمہ کی تفسیر کو نقل کرنا

(۳) اگر کسی حدیث کی اسناد میں ضعف ہو تو اس کو ظاہر کرنا۔

(۴) ہر آیت کی تفسیر میں لغت اور اعراب کے لحاظ سے جو صحیح تفسیر ہو اس کو ذکر کرنا۔

(۵) عموماً" تفاسیر مشہورہ کی طرف حدیث کو نسبت کرنا اور اسناد پر بحث سے چشم پوشی کرنا۔

امام شوکانی خود بھی صاحب بصیرت مصنف تھے اور سلف کے مذاھب پر انہیں کامل دسترس حاصل تھی۔ امام شوکانی کی نشاۃ اس دور میں ہوئی جب کہ چاروں طرف تقلید جامد کے سائے پڑے ہوئے تھے اور تقلید کے دائرہ سے خروج کرنا گمراہی اور کفر کے مترادف تھا۔

امام شوکانی نے ایسے حالات میں حریت فکر کی شمع روشن کی اور یمن کو گمراہی کے گڑھے سے نکال کر سنت کے منبع کے سامنے لا کھڑا کیا **وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء** امام شوکانی (۱) ابن الانباری (۲) ابن ابی الدنیا (۳) ابن المنذر (۴) بیھقی (۵) الثعالبی (٦) اور ابن **الضریس** سے نقل کرتے ہیں لیکن ان پر جرح نہیں کرتے کیونکہ یہ لوگ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں یہی رویہ عبدالرزاق' ابن ابی حاتم اور ابن جریر کے ساتھ اختیار کیا ہے اور پھر سلف میں سے اگر کسی کے قول پر جرح بھی کریں تو احترام کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے مثلاً حسن بصری سے حضرت سلیمان کے قصہ میں نملہ کے متعلق ایک اثر نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ بھیڑیئے جیسی تھی اور اس کا نام حرس اور ابن شیطان کے قبیلہ کی طرف منسوب تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ لنگڑی تھی امام شوکانی اس پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حسن بصری کے پاس کوئی ایسی سند نہ تھی جو حضرت سلیمان تک پہنچتی ہو اور نہ ہی آنحضرت سے اس بارے میں صحت کے ساتھ کچھ منقول ہے اور پھر حسن بصری بہت ہی صالح بزرگ تھے وہ ایسی روایت کیسے بیان کر سکتے ہیں غور

کیجئے کہ حسن بصری کی روایت پر تنقید بھی کی جاتی ہے اور احترام کا اظہار بھی ہے امام شوکانی نے اسی طریقہ کو تفسیر میں ملحوظ رکھا ہے۔

"القراء ات اور فتح القدیر"

فتح القدیر کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شوکانی نے سبعہ کے علاوہ دیگر قراء ات صحیحہ اور شاذہ کا بھی اعتناء کیا ہے۔

قراء ات سبعہ کا تعارف: یہ قراء ات ان آئمہ سبعہ کی طرف منسوب ہیں جن کا امام کبیر ابوبکر احمد بن موسیٰ المعروف با بن مجاھد (۳۲۴ء) نے انتخاب کیا ہے ابن مجاھد اپنے زمانہ میں شیخ القراء تھے تاریخ بغداد (۵/۱۴۴) میں ان کے حالات مذکورہ ہیں علامہ زرکشی البرھان فی علوم القران (۱:۳۲۷) میں لکھتے ہیں: ابن مجاھد نے سب سے پہلے "القراء ات السبعۃ" کا انتخاب کیا ہے [ا] اور اس میں بڑے آئمہ کو چھوڑ دیا ہے اور پھر ان سبعہ کے اختیار کرنے میں اس نے عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کر دیا ہے اور لوگ سمجھنے لگے کہ حدیث **انزل القرآن علی سبعۃ احرف** کا شاید یہی مصداق ہیں چنانچہ ابو العباس بن عمار لکھتے ہیں۔

لیتہ نقص اوزاد لیزیل الشبھتہ

یہ ابوالعباس بن عمار جن کا نام احمد بن عمار مھدوی ہے اپنے وقت کے امام مقرئی اور مفسر تھے النشر فی القراۃ العشر (۱:۲۸) اور الاتقان (۱:۱۳۸) میں ان کے حالات مذکورہ ہیں یہ سنہ ۴۳۰ھ کے بعد فوت ہوئے ہیں۔

ابوشامہ نے بھی اپنی کتاب "المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالقران العزیز" میں اس وھم کا رد کیا ہے کہ موجودہ سبعہ اس حدیث کا مصداق نہیں ہیں جو "انزل القرآن علی سبعۃ احرف" میں مذکور ہیں۔ یہ بحث بہت طویل ہے میں صرف ان قراء سبعہ کا تعارف پیش کرنا چاہتی ہوں جو اس مقالہ میں میرے پیش نظر ہیں۔

(ا) عبداللہ بن کثیر الداری المکی (المتوفی ۱۲۰ھ) تابعین میں شمار ہوتے ہیں بعض

(ا) ابن مجاھد کی کتاب السبعہ دکتور شوقی عفیف کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے

صحابہ سے ان کو شرف لقاء حاصل ہے مکہ میں ان کی قراءۃ مشہور ہوئی (دیکھئے طبقات القراء (ج ۱: ص ۴۴۳)

(۲) نافع بن عبدالرحمن بن ابی نعیم المتوفی (۱۶۹ء) یہ مدنی ہیں اور مدینہ میں ہی ان کی قراءۃ مشہور ہوئی اس نافع نے ستر تابعین سے علم قراءۃ حاصل کیا جو ابی بن کعب' عبداللہ بن عباس اور ابوھریرہ کے تلمیذ تھے۔

(۳) شام میں عبداللہ بن عامر الیحصبی (۔۱۰۸) کی قراءۃ مشہور ہوئی مغیرہ بن ابی شہاب مخزومی کے واسطہ سے حضرت عثمان بن عفان سے روایت کرتے ہیں صحابہ میں سے نعمان بن بشیر اور واثلہ بن اسقع سے ملاقات حاصل ہے۔

(۴) بصرہ میں ابوعمر اور یعقوب کی قراءۃ معروف ہے ابو عمر زبان بن العلاء بن العمار المتوفی (۱۵۴)

مجاھد بن جبر اور سعید بن جبیر عن ابن عباس عن ابی بن کعب روایت کرتے ہیں۔

(۵) اور یعقوب بن اسحاق حضرمی (المتوفی ۲۰۵ھ) سلام بن سلیمان **الطبیب** عن عاصم و ابی عمرو روایت کرتے ہیں:

(۶) کوفہ میں حمزہ اور عاصم کی قراءۃ معروف ہے:

(حمزہ بن حبیب الزیاد مولی عکرمہ بن ربیع تیمی المتوفی (۱۲۸ء) حمزہ نے سلیمان بن مھران الاعمش پر بھی قراءۃ کی ہے' اعمش نے یحیٰی بن وثاب پر یحیٰی نے زر بن **حبیش** پر' اور زر نے حضرت عثمان' علی اور ابن مسعود پر قرآن پڑھا ہے۔

(۷) عاصم بن ابی النجود الاسدی (المتوفی ۱۲۷ھ) یہ بھی زر بن **حبیش** کے واسطہ سے عبداللہ بن مسعود سے قراءۃ کو روایت کرتے ہیں۔

ان قراء میں صرف ابن عامر اور ابوعمرو عربی ہیں بقیہ پانچوں عجمی ہیں پھر جب ابن مجاھد نے ان قراء سبعہ کو جمع کیا تو یعقوب کا نام حذف کرکے اس کی جگہ علی بن حمزہ الکسائی المتوفی ۱۸۹ھ لکھ دیا ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ یعقوب بصری اور الکسائی کوفی ہیں اس طرح قراء بصرہ میں سے صرف ابوعمرو کا نام ذکر کیا لیکن قراءۃ کوفہ میں حمزہ' عاصم اور الکسائی تین نام ذکر کر دیئے ہیں اور ان ثمانیہ مذکورہ کے ساتھ خلف بن ہشام المتوفی ۲۲۹ھ اور یزید بن القعقاع

(المعروف بابی جعفر المتوفی ۱۳۰ھ) کو شامل کر دیا جائے تو عشرہ ہو جاتے ہیں اور پھر ان عشرہ پر حسن بصری المتوفی ۱۱۰ھ محمد بن عبدالرحمن (المعروف بابن محیصن المتوفی ۱۲۳ھ) یحییٰ بن المبارک المتوفی ۲۰۲ھ اور ابوالفرج محمد بن احمد شنبوذ المتوفی ۳۸۸ھ کا اضافہ کر دیا ہے تو یہ اربعہ عشر ہو جاتے ہیں اور چودہ قراء سے بھی یہی قراء مراد لئے جاتے ہیں۔

مذکورہ قراءات چونکہ صحت اسانید کے ساتھ صحابہ تک پہنچتی ہیں اس بنا پر علماء نے لکھا ہے۔

القراءات تمام کی تمام توقیفی ہیں قیاس کو ان میں دخل نہیں ہے لیکن **زمخشری** وغیرہ نے ان قراءات کو فصحاء و بلغاء کے اختیار کا نتیجہ قرار دیا ہے جو صحیح نہیں ہے اس بنا پر علماء نے لکھا ہے:

"جو قراۃ صحت سند کے ساتھ منقول نہ ہو وہ مردود ہے خواہ وہ عربی قواعد اور رسم الخط کے موافق ہی کیوں نہ ہو اور جو قراءۃ صحت سند کے ساتھ ثابت ہو خواہ علماء نحو اس کا انکار ہی کیوں نہ کریں وہ مقبول ہو گی مثلاً **بارئکم** (سکون ھمزہ کے ساتھ) والارحام کی میم پر کسرہ کی قراءۃ اور لیجزی قوما" میں قوما" کی نصب اور آیت (**قتل اولاد ھم شرکاء ھم**) بین المضافین فعل کے ساتھ کہ یہ تمام قراءات صحت سند کے ساتھ ثابت ہیں اور ان کا نحوی انکار کرتے ہیں لیکن یہ قراءات صحیح ہوں گی (الاتقان للسیوطی ۱/۱۳۰) اور کتاب اتحاف فضلاء البشر (ص ۱۸۵) پر دمیاطی نے حمزہ کی قراءۃ (والارحام) بکسرہ میم کی توجیح کرتے ہوئے لکھا ہے "کوفیوں" کے نزدیک یہ ضمیر مجرور پر بلا اعادہ حرف جار عطف جائز ہے اور الارحام کی میم مجرور ہے اور ابن عامر کی قراءۃ میں (**زین لکثیر من المشرکین قتل اولادھم شرکاء ھم**) قتل مرفوع ہے کیونکہ یہ زین کا نائب الفاعل ہے اور اولادھم قتل مصدر کا مفعول بہ ہے و شرکاء ھم مجرور ہے کہ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہے اسی طرح علامہ شوکانی فتح القدیر (ص ۶/۵) سورۃ الجاثیہ آیت ۱۴ کے تحت لکھتے ہیں۔

لیجزی قوما" میں یجزی صیغہ مجھول اور قوما" نصب کے ساتھ ہے اور

۱۔ فتح القدیر (۵:۷) ۲ سورۃ الجاثیہ شرح آیت ۱۴

یہ ابو جعفر اور شیبہ بن عمرو بن میمون المصیصی ۱۳۰ھ اور عاصم کی قراءۃ ہے اس قراءۃ کی بنا پر فعل کا مصدر نائب الفاعل ہو گا **ای لیجزی الجزاء قوما** " بعض نے کہا ہے **بما کانوا یعملون** میں جار مجرور اس کا نائب ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے : ؎

ولو ولدت فقیرۃ جرو کلب لسب بذالک الجرو الکلابا

اسی بنا پر علماء نے ابوبکر بن مقسم کا سختی سے رد کیا ہے کیونکہ وہ عربیت کی صحت کی بنا پر قراءۃ اختیار کرتا تھا خواہ وہ قراءۃ نقل اور رسم الخط کے خلاف ہی کیوں نہ ہو چنانچہ اس کے خلاف ایک مجلس قائم ہوئی اور دوسری مجلس ابن شنبوذ (محمد بن احمد بن ایوب بن شنبوذ البغدادی ۳۲۸ھ) کے خلاف قائم کی گئی جو قرآن کی کتابت حضرت ابی اور ابن مسعود کی قراءۃ کے مطابق ہونے پر مصر تھا۔

مصاحف لابن ابی داؤد (ص ۹۱) میں ہے کہ اعمش بھی ابی اور ابن مسعود کی قراءۃ پر مصر تھا اس لئے علماء نے اس کی قراءۃ کو بھی شاذ قرار دے دیا ابن خالویہ نحوی (حسین بن احمد الھمدانی ۳۷۰ھ) نے قراءۃ شاذہ پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "المختصر فی شواذ القراء ات" اسی طرح ابن جنی (ابوالفتح عثمان بن جنی المتوفی ۳۹۲ھ) صاحب کتاب الخصائص و سر صناعۃ الاعراب نے المحتسب فی القراء ات الشاذہ کتاب لکھی اور قراءۃ شاذہ پر ابوالبقاء العکبری کی کتاب نہایت جامع ہے جس کا نام ہے "**املاء مامن بہ الرحمن من وجوہ الاعراب والقراء ات فی جمیع القرآن**" میں کہتی ہوں کہ تفسیر الجمل (الفتوحات الالھیہ) کے ساتھ یہ مطبوع ہے (المطبعۃ المیمنیۃ سنۃ ۱۳۲۱ھ)

اور علماء نے لکھا ہے کہ فنی اعتبار سے قراءۃ شاذہ کی توجیہ قراءۃ مشہور سے اقوی ہے بعض صورتوں میں قراءۃ شاذہ صحت تاویل پر معاون ہوتی ہے جیسا کہ ابن مسعودؓ کی قراءۃ میں فاقطعو ایما نھما ہے کہ اس سے حد سرقہ میں قطع کی حد سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح آیت کریمہ **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** اسم جلالہ کے رفع اور العلماء پر نصب کے ساتھ عمر بن عبدالعزیز کی قراءۃ ہے جو امام ابوحنیفہ سے منقول ہے زرکشی (البرہان ج ۱ ص ۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"ان الخشیۃ ھنا بمعنی الاجلال والتعظیم لا الخوف"

اس بناء پر علماء نے لکھا ہے قراءۃ کا اختلاف احکام کے اختلاف کو ظاہر کرتا ہے تاہم بعض قراءۃ شاذہ میں تکلف بھی پایا جاتا ہے (البرہان ۱/۳۴۱) اس بنا پر علماء نے لکھا ہے جو نماز میں قراءۃ شاذہ کرتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے چنانچہ امام ابن عبدالبر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے خصوصا" ابن مسعود اور ابی کی قراءۃ کہ یہ بالکل ہی قابل التفات نہیں ہیں ابن قتیبہ مشکل القران میں لکھتے ہیں ا۔

"ظن ابن مسعود ان المعوذ تین لیستا من القران لانہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یعوذ بھما الحسن والحسین فلم یثبتھما فی مصحفہ وقد انکر علیہ الکثیر

یہی حال حضرت ابی کا ہے کہ انہوں نے اپنے مصحف کے آخر میں دعاء الاستفتاح اور قنوت کو لکھا رکھا تھا ۲۔

"قراءۃ صحیحہ اور شاذہ میں وجہ امتیاز"

علماء نے صحیحہ اور شاذہ میں تمیز کے لئے ایک ضابطہ مقرر کیا ہے کہ قراءۃ کے مقبول ہونے کی تین شرطین ہیں۔

(۱) رسم مصحف عثمانی کے موافق ہو (۲) عربیت کے لحاظ سے صحیح ہو (۳) اور صحت اسناد کے ساتھ ثابت ہو

امام شوکانی نے اپنی تفسیر میں قراءات شاذہ کا بھی ذکر کیا ہے جس پر میں مزید اور روشنی ڈالنا چاہتی ہوں۔

علماء نے قراءات کے چھ اقسام ذکر کیے ہیں جیسا کہ الاتقان للسیوطی وغیرہ میں مذکور ہے۔

(الف) المتوتر: وہ جسے ایک جماعت جماعت سے روایت کرے **بحیث یستحیل تواطئھم علی الکذب عادۃ**

متواتر میں وہ قراءات شامل ہیں جو سبعہ یا عشرہ نے روایت کی ہوں۔

(ب) المشھورۃ وہ قراءۃ جو صحت سند کے ساتھ ثابت ہو اور مصاحف عثمانیہ میں سے کسی مصحف کے موافق ہو اور حد تواتر کو نہ پہنچتی ہو ان دونوں کے ساتھ

---

(۱) مشکل القران ص ۳۳۔ ۳۴ والاتقان (۱: ۱۳۷۔ ۱۳۸)

(۲) البرھان (۱:۴۲۸)

نماز صحیح ہو گی۔

(ج) جو صحت سند کے ساتھ ثابت ہو لیکن رسم مصحف یا عربیہ کے خلاف ہو یا دوسری قسم کی طرح حد شہرۃ کو نہ پہنچتی ہو۔

یہ قراءۃ نماز میں جائز نہیں ہے اس کی مثال میں ہم ابوبکرہ کی اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں جو مستدرک حاکم میں عاصم عن ابی بکرۃ مذکور ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرء:

متکئین علی رفارف خضر و عباقری حسان (الرحمن ۷۶)

نیز ملاحظہ ہو

لقد جاء کم رسول من انفسکم (بفتح الفاء) یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کی قراءۃ ہے۔

(د) شاذ: وہ قراءۃ ہے جو صحت سند کے ساتھ ثابت نہ ہو جیسے ابن السمیفع [۱] کی قراءۃ

فا الیوم ننحیک ببدنک (بالحاء المھملتہ)

(ھ) المصنوع: وہ جو کسی قائل کی طرف منسوب ہو اور اس کی اصل نہ ہو اس کی مثال میں ہم وہ قراءات پیش کر سکتے ہیں جو محمد بن جعفر **الخزاعی** نے جمع کی ہیں اور **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** میں اسم جلالہ رفع کے ساتھ پڑھا ہے کما مرسابقا:

(و) جو قراءات حدیث مدرج کے مشابہ ہو یعنی جس کا اضافہ بطور تفسیر کے کیا گیا ہو جیسے (حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی صلوۃ العصر) اور (ولہ اخ او اخت من ام) اور (فاقطعو ایمانھما)

ائمہ لغت: امام شوکانی نے اپنی تفسیر میں جس طرح قراءات صحیحہ اور شاذۃ پر اعتماد کیا ہے اسی طرح فہم قرآن کے لئے لغت پر بھی اعتماد کیا ہے چنانچہ

(۱) المتوفی ۲۰۸ھ قراءات میں ان کی کتاب کا نام المنتہی ہے دیکھئے النشر ج ۱ ص ۳۴)

انظر ص ۲۲ من فتح القدیر ص ۱۸ ج ۱

جن ائمہ لغت پر اعتماد کیا ہے ان میں مشہور تر یہ ہیں:

(۱) مولفات ابی عبیدہ معمر بن المثنی المتوفی ۲۱۰ھ بہت بڑے لغوی ہیں امام شوکانی ان کی کتاب مجاز القرآن سے نقل کرتے ہیں جو مطبوع ہے امام بخاری بھی ان کی مجاز القرآن پر اعتماد کرتے ہیں اور الصحیح میں بالفاظہ ان کی تفسیر نقل کرتے چلے جاتے ہیں حالانکہ ابوعبیدۃ مائل بہ خارجیت تھے۔

امام شوکانی بعض مواضع میں اس پر نقد بھی کرتے ہیں

(۲) مولفات الفراء المتوفی ۳۰۸ھ ابو زکریا یحییٰ بن زیاد عربیت کے بہت بڑے امام تھے امام شوکانی ان کی کتب کتاب اللغات مصادر القرآن الجمع والتثنیہ فی القرآن وغیرہ پر بھی اعتماد کرتے ہیں الفراء کی سب سے بہتر تالیف معانی القرآن ہے جو تین جلدوں میں مطبوع ہے لیکن یہ لوگ شیعہ اور مائل باعتزال تھے اس لئے ان کی تاویل کو سمجھنے کے لئے وافر علم و معرفت کی ضرورت ہے۔

(۳) مولفات الزجاج (۳۱۰ھ) امام شوکانی کثرت سے زجاج کا حوالہ دیتے ہیں اور اس کی کتاب معانی القرآن سے نقل کرتے ہیں زجاج کا نام ابراہیم بن السری ہے اور اس کی کتاب اعراب القرآن سے بھی اخذ کرتے ہیں جو مطبوع ہے معانی القرآن (تین جلدوں میں) کا ذکر تو سیوطی نے بھی کیا ہے دیکھئے (لبغیتہ الوعاۃ ص ۸)

(۴) مولفات النحاس: (احمد بن محمد بن اسماعیل ابوجعفر المصری ۳۳۷ھ) ان کی تفسیر القرآن اور کتاب الناسخ والمنسوخ زیادہ مشہور کتابیں ہیں ثانی الذکر محمد بن امین الخانجی کی تصحیح سے شائع ہو چکی ہے۔

اسی طرح امام شوکانی نے مولفات ازھری، ابوعبید قاسم بن سلام جوھری ابن بری ابوعبیدہ الھروی اور صاحب القاموس کی کتابوں پر اعتماد کیا ہے جن کا ذکر ماخذ میں آچکا ہے۔

امام شوکانی اور ان کے ہندی تلامذہ

اب ہم آخر میں علامہ شوکانی کے ہندی تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں جو مجلّہ جامعہ

تعلیم الاسلام ماموں کانجن سے اخذ کیے گئے ہیں

۱۔ **شیخ منصور الرحمٰن الدہلوی ثم ڈھاکوی (مشرقی پاکستان):** علامہ شیخ معمر اور عالی الاسناد تھے انہیں شاہ عبدالعزیز سے تلمذ حاصل تھا والد کا نام عبداللہ اور جد امجد نواب جمال الدین دہلوی تھے۔ سید احمد بریلوی کے قافلہ میں حج کو گئے یعنی ۱۲۳۸ھ کو اور وہاں حوالی مکہ میں علامہ شوکانی سے ملاقات کی ان سے اتحاف الاکابر فی اسناد الدفاتر حاصل کی علاوہ ازیں تحریری اجازہ بھی حاصل کیا۔ ان کے حالات عبدالجلیل سامرودی کے قلم سے گزر چکے ہیں۔

علامہ محمد بن ہاشم سامرودی اور مولانا عبدالوہاب دہلوی صدری کو ان سے اجازہ حاصل تھا پھر مولانا عبدالوہاب دہلوی سے بہت سے علماء نے اجازہ حاصل کیا رحمھم اللہ رحمتہ واسعتہ۔

۲۔ **شیخ معمر عبدالحق بنارسی:** شیخ عالم' محدث معمر عبدالحق بن فضل اللہ العثمانی النیوتنی ثم البنارسی ۱۲۰۶ھ کو نیوتن مضافات "موہان" میں پیدا ہوئے۔ دہلی میں شاہ اسماعیل شہید کے تلامذہ میں شامل ہوئے اور شیخ عبدالحی بڑھانوی سے بھی استفادہ کیا پھر سفر حج میں سید احمد بریلوی کے قافلہ میں شریک ہو گئے وہاں مدینہ میں بعض مسائل کی بنا پر مخالفین نے قاضی مدینہ سے شکایت کر دی تو خفیہ طور پر جدہ پہنچ کر صنعاء چلے گئے۔

صنعاء یمن میں قاضی محمد بن شوکانی سے ملاقات کی اور قاضی عبدالرحمٰن بن احمد بن حسن البھکلی' شیخ عبداللہ بن محمد بن اسماعیل امیریمانی اور شیخ محمد عابد بن احمد علی سندی سے ملاقات کی اور ان مشائخ نے ان کو ۱۲۳۸ھ میں اجازہ عامہ کا شرف بخشا اور حجاز کی طرف سات سفر کیے اور آخری سفر آخرت کا سفر ثابت ہوا اور ۱۲۷۴ھ کو وفات پا گئے۔ اور شیخ عبدالحق نے اپنا سفرنامہ حج مرتب کیا ہے چنانچہ علامہ شوکانی سے اجازہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

اجازنی بجمیع مالہ من الروایات و کتب لی کتاب الاجازہ بیدہ الشریفتہ واعطانی ثبتہ اتحاف الاکابر فی اسناد الدفاتر

اور امام شوکانی اپنے اجازہ میں لکھتے ہیں:

انی قد اجزت الشیخ العلامتہ ابا الفضل عبدالحق بن الشیخ العلامہ محمد فضل اللہ المحمدی الہندی بما اشتمل علیہ ھذا الثبت جمعتہ و سمیتہ اتحاف الاکابر

شیخ عبدالحق بنارسی نے اسانید الشیخ محمد عابد السندھی پر بھی ایک رسالہ لکھا ہے اور سید عبداللہ الامیر کی ملاقات کے سلسلہ میں بھی ایک رسالہ ترتیب دیا ہے جس میں صحیح بخاری کے اجازہ کا ذکر ہے اور یمن سے امام شوکانی کی متعدد کتابیں لائے موصوف عامل بالحدیث تھے اور اجتہاد و تقلید پر احناف سے متعدد مناظرے کیے اور "الدر الفرید فی المنع عن التقلید" رسالہ بھی تصنیف کیا ہے۔

حضرت الامیر نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے شیخ عبدالحق سے شوکانی والا اجازہ حاصل کیا اور امام شوکانی کے نظریہ کو ہندوستان بھر میں پھیلایا۔ بلکہ شوکانی کے نام پر بھوپال میں مدرستہ الفکر قائم کر دیا اور شوکانی کی کتابوں پر حواشی اور شروح لکھے اور تہذیب و تنقیح کے بعد جدید ناموں سے ان کو شائع کیا۔

۳۔ مولانا ولایت علی صاد قپوری: سید احمد بریلوی شہید کے خلیفہ مجاز اور مجاہدین میں صف اول کے اکابر میں شمار ہوتے ہیں تذکرہ صادقہ اور تحریک مجاہدین میں مولانا مہر مرحوم نے ان کے حالات قلمبند کئے ہیں مولانا نے جو رسائل و کتب لکھے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ تحریک عمل بالحدیث کے داعی تھے حج پر مکہ مکرمہ گئے تو مکہ میں شیخ عبداللہ سراج محدث سے سند حدیث حاصل کی اور پھر یمن میں قاضی شوکانی سے ملاقات کی اور ان سے اجازہ حاصل کیا علامہ شوکانی کی "الدرر البھیہ" حاصل کی مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم لکھتے ہیں۔

الدرر البھیہ کا وہ نسخہ جو مولانا ولایت علی یمن سے لائے تھے اب تک صادق پور پٹنہ میں محفوظ ہے اور راقم کی نظر سے گزرا ہے۔

۴۔ مولانا عبدالحی برھانوی: موصوف شیخ عبدالقادر بن ولی اللہ الدھلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی کے تلمیذ تھے نہایت ذہین اور بحث و مطالعہ کے دلدادہ ۔ سید احمد شہید (متوفی ۱۸۳۱ء) کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی اور ان کے ساتھ قافلہ میں حج بیت اللہ کے لئے گئے مکہ میں اہل حرمین کے فائدہ کے لئے صراط مستقیم کی تعریب کی علامہ شوکانی سے ملاقات کی اور ان سے اجازہ مع اتحاف الاکابر حاصل

کیا اور واپس پہنچے غالباً بذریعہ مراسلہ "الدرر البھیتہ" اور "الفوائد المجموعۃ" کے نسخے طلب کئے جو ان کے پاس دہلی پہنچ گئے۔ "نزھتہ الخواطر" اور دیگر تراجم کی کتابوں میں ان کے حالات مذکور ہیں مولانا غلام رسول مہرنے "سیرت سید احمد شہید" میں ان کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔

مولانا عبدالحی برھانوی کی علمی شخصیت مسلم ہے اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تقویتہ الایمان میں کسی قسم کی ترمیم کی مخالفت کی اور خاندان کی مجلس میں جو اعتراضات و شبہات پیش آئے ان کے جوابات دیئے۔

۵۔ شیخ محمد عابد سندھی: شیخ محمد عابد سندھی مدت مدید تک صنعاء یمن میں رہے اور امام شوکانی سے استفادہ بھی کیا اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی ہیں ان کی ایک کتاب "حصر الشارد" ہے جس میں انہوں نے اپنی اسانید ذکر کی ہیں علامہ زرکلی نے الاعلام میں شرح نسائی کی تصنیف کو ان کی طرف منسوب کیا ہے لیکن یہ ان کا وہم ہے کیونکہ صحاح ستہ کے حواشی لکھنے والے سندھی شیخ ابوالحسن ہیں۔

شیخ محمد عابد سندھی گو حنفی المشرب تھے مگر امام شوکانی سے متاثر ہو کر انہوں نے عمل بالحدیث اختیار کر لیا تھا پہلے پہل ان کے جدامجد نے یمن کی طرف ہجرت کی جو شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہوئے شیخ سندھی کا کتب خانہ مدینہ میں وقف ہے جو نوادر پر مشتمل ہے شیخ سندھی کے والد کا نام احمد علی اور جد امجد کا نام مراد ہے جو انصاری خزرجی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں علامہ سید عبدالحی حسنی نے "نزھتہ الخواطر" میں ان کا تذکرہ لکھا ہے اور "البدر الطالع" میں بھی ان کا ترجمہ مذکور ہے۔ یمن میں شیخ سندھی نے علامہ عبدالرحمٰن بن سلیمان الاھدل و شیخ یوسف بن محمد بن العلا المزجاجی اور دیگر بہت سے شیوخ سے استفادہ کیا اور علامہ شوکانی سے فلسفہ کی بعض کتابیں اخذ کیں "البدر الطالع" میں ہے۔

کان وصولہ صنعاء ۱۲۱۳ و تردد الی وقرء علی ھدایتہ الا بھری و شرحھا للمیبذی فی الحکمتہ الا لھیتہ

ھذا اخر ما اردت فی ھذہ الوریقات واللہ الموفق للصواب والیہ الماب

امام شوکانی
اور
تفسیر فتح القدیر

پروفیسر محترمہ نسیم اختر ایم۔اے

شیخ محمد اشرف ناشران قرآن مجید و تاجران کتب
۷، ایبک روڈ (نیو انارکلی) لاہور